ماہنامہ محدث لاہور

شمارنمبر:۴۱۔۴۲ ۔۔۔۔ جلدنمبر۵ ۔۔۔۔ شمارہ نمبر۵،۶ ۔۔۔۔ مئی۔جون۱۹۷۵ء۔۔۔۔جمادی الاول والثانی۱۳۹۵ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور

حافظ عبد الرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِسالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث،۹۹جے،ماڈل ٹاؤن،لاہور ۵۴۷۰۰۔ **فون نمبر:** ۳۵۸۶۶۴۷۶ / ۳۵۸۶۶۲۳۹ - ۰۴۲

موبائل: ۰۳۰۵ - ۴۶۰۰۸۶۱

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

ماہنامہ محدث لاہور

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

فساد فی الارض۔ تخریب کاری (قرآن کے آئینہ میں) 2
التفسیر والتعبیر 9
مجالس ذکر۔ اقسام گناہ۔ تکفیر اہلِ قبلہ۔ نرخ مقرر کرنا۔ خلقِ آدم 19
عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت 27
ترے آگے کسی کی فردِ عصیاں کون دیکھے گا 35
تعارف و تبصرہ کتب 36

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

فساد فی الارض۔ تخریب کاری (قرآن کے آئینہ میں)

فساد فی الارض "نوع انسانی" کی سب سے بڑی بد نصیبی بلکہ کائنات کی ہر چیز کی سیاہ بختی کی بات ہے، کیونکہ تخریب اور تخریب کاری انسان کی سیاہ کاری کا نتیجہ ہوتی ہے اور بطور سزا اور قہر الٰہی کے پھلتی پھولتی اور پھیلتی ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا (پارہ۲۱۔الروم۔ع۵)

گو خدا کی زمین میں یہ بگاڑ اور خرابی ایک سزا اور قہر الٰہی ہے، لیکن اس سے غرض بندوں کی مکمل تباہی نہیں ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ مزہ چکھ کر شاید لوٹ آئیں اور سیدھی راہ پر پڑ جائیں۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (پ۲۱۔الروم۔ع۵)

تخریب کاری اور فساد فی الارض ایک ایسا الزام ہے جسے کوئی بھی شخص قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، جو واقعۃً مفسد لوگ ہیں، وہ بھی اپنا الزام دوسرے کے سر دھرتے ہیں، خود اپنی کوتاہی کا اعتراف نہیں کرتے، بلکہ وہ اپنے آپ کو ریفارمر اور مصلح بھی کہتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (پ۱۔البقرہ۔ع۲)

بلکہ ملک وملت میں جو لوگ صحیح معنی میں مصلحین اور صالحین ہوتے ہیں، الٹا ان کو بدنام کرنے میں مصروف رہتے ہیں تاکہ دنیا کی توجہ ان اہل فساد کی طرف سے ہٹ جائے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَه، لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ (الاعراف۔ع۱۵)

یہ "الملأ" قوم کا اونچا طبقہ تھا، جو فرعون کی خصوصی کابینہ سے تعلق رکھتا تھا یعنی بائیں بازو کے لوگ تھے اور تہمتِ فساد اللہ کے نبی پر لگا رہے تھے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ اُف

ہم چاہتے ہیں کہ کسی پر اپنی طرف سے فساد اور تخریب کاری کا الزام عائد کرنے کے بجائے، خدا کے قرآن سے ایک ایسا آئینہ آپ کو مہیا کیا جائے، جس میں ہر وہ شخص اپنا چہرہ دیکھ سکے جو اپنے آپ کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

جو لوگ اپنے اختیارات میں اسراف کرتے ہیں اور محض اپنی 'انا اور باطنی طاغوت' کی عیاشی کے لئے اختیارات کا لٹھ گھماتے ہیں وہ فسادی ہیں اس لئے حکم ہوتا ہے کہ ان کا کہنا نہ مانا کرو۔

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ. اَلَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ۔ (پ۱۹۔الشعراء۔ع۷)

جو اہل فساد، اقتدار و اختیار کے چلو بھر پانی میں گز بھر، ابھر کر چلنے میں مصروف ہیں، دنیا میں چام کے دام جتنے چلانا چاہیں، چلالیں۔ آخرت میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (پ۲۰۔القصص۔ع۹)

''وہ آخرت کا گھر ہم صرف ان لوگوں کو دیں گے جو (خدا کی) زمین میں برتری (کے خبط میں) نہیں پڑے ہوئے اور نہ فساد اور تخریب ان کے پیش نظر ہے۔''

ضروری نہیں کہ صرف آخرت ضائع ہو بلکہ ہو سکتا ہے دنیا میں بھی ان کو جوتے پڑیں، جیسا کہ فرعون کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ۔ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (پ۳۰۔الفجر۔ع۱)

(کیا آپ نے نہ دیکھا کہ) میخوں والے فرعون کے ساتھ (کیا معاملہ کیا) یہ سب وہ لوگ تھے جنہوں نے ملکوں میں سر اُٹھایا پھر ان میں تخریب کاری کی حد کر دی، تو ان پر آپ کے رب نے عذاب کا کوڑا ڈالا۔

اس کی تفسیر میں علماء لکھتے ہیں کہ:

ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا، بڑی بڑی شرارتیں کیں اور ایسا سر اُٹھایا، گویا کہ ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں اور ہمیشہ اسی حال میں ہی رہنا ہے، کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقع باقی نہ رہا، دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا، ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی۔ اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔ پاکستانیو! سنتے ہو؟

قرآن حکیم نے فرعون کی کچھ شرارتوں اور تخریب کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ اپنی برتری کے خبط میں مبتلا تھا۔ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے اصول کے مطابق عوام کو تفرقہ بازی کا خوگر بنا دیا تھا، اپنی راہ میں جسے سنگِ گراں تصور کرتا، اس کو ہٹانے کے لئے پوری قوم کے گلے پر چھری پھیرنے سے دریغ نہیں کیا کرتا تھا۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ط اِنَّه كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (پ۲۰۔القصص۔ع۱)

یقین کیجئے! فرعون (خدا کی) زمین پر سرکش ہو گیا اور ملک کے باشندوں کو تتر بتر کر رکھا تھا۔ جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ) ان میں سے ایک گروہ کو کمزور رکھے، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، یہ واقعہ ہے کہ وہ اہلِ فساد میں سے تھا۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ فرعون کے کان میں یہ بات پڑ گئی تھی کہ بنی اسرائیل کے ایک جوان کے ہاتھوں اس کی تباہی ہو کر رہے گی، چنانچہ اپنی اصلاحِ حال کے بجائے اس نے یہ طے کر لیا کہ، اب اس قوم کے کسی فرزند کو زندہ نہ رہنے دیا جائے۔

جو لوگ اپنے اقتدار کی عمر کی درازی کے لئے اس قسم کے پاپڑ بیلنے میں مصروف رہتے ہیں، عموماً ان کا انجام اور حشر نہایت ہی عبرتناک نکلا ہے۔ مگر افسوس! اس کے باوجود جو بھی آتا ہے، وہ اندھا ہو جاتا ہے، اور وہ ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ اس لئے ان پر جو مصیبت آتی ہے، اچانک آتی ہے اور اسے اُٹھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

یوں پھینک دیتی ہے جیسے روڑوں کا کوئی کوڑا ہو۔

قرآن حکیم اربابِ اقتدار کے اس اندھے پن اور تخریب کاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ایسے نابکار اور مفسدین کو حکومت مل جائے تو فساد اور ہنگامے ہی برپا رکھیں۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (پ۲۶۔ محمد۔ع۳)

پھر تم سے بھی یہ توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو فساد فی الارض برپا کرو گے اور اپنی قرابتیں (بھی) قطع کرو گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے، پھر ان کو بہرہ اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔

دنیا کی فراوانی بھی 'فساد فی الارض' کی موجب ہوتی ہے کیونکہ اپنی بے قابو خواہشات کی تکمیل کے لئے ان کو تمام اَن ہونے کام کرنے پڑ جاتے ہیں۔ سرمایہ اور مسلمانی رنگ؟ بہت کم جمع ہوتے ہیں سرمایہ دار عموماً قارونی خدوخال لے کر آتا ہے، خدا ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ، اللہ نے جو دیا ہے کھاؤ پیو، لیکن خلقِ خدا کے لئے وبال نہ بنو بلکہ اسے آخرت کے لئے زینہ بناؤ۔

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (پ۲۰۔ قصص۔ع۸)

جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کما لے اور دنیا سے اچھا حصہ نہ بھول اور (لوگوں کے ساتھ) اچھا معاملہ کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ کیا ہے اور ملک میں خرابی (فساد) نہ ڈال، اللہ تعالیٰ تخریب کاروں کو پسند نہیں کرتا۔

اہلِ ثروت عموماً اربابِ اختیار کے خوشامدی نکلتے ہیں۔ اس لئے تخریب کار اربابِ اختیار کے ساتھ سرمایہ دار بھی مل جاتے ہیں، پھر وہی کچھ ہوتا ہے جو ملک اور قوم دونوں کے لئے آزار دہ ہوتا ہے۔ سماج دشمن عناصر کی سرپرستی کے لئے یہ سرمایہ دار لوگ ہی برے حکمرانوں کو سرمایہ مہیا کیا کرتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں، نو سرغنے تھے جن کا کام فساد برپا کرنا تھا۔ یہ نو سردار حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی تحریک کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ. قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (پ۱۹۔ النمل۔ع۴)

شہر میں نو شخص تھے جن کا کام اصلاح نہیں فساد فی الارض تھا، بولے کہ آپس میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ کہ رات کو ہم ان پر اور ان کے گھر میں ضرور جا پڑیں گے اور پھر جو اس کی طرف سے مدعی ہو گا ان سے کہہ دیں گے کہ ہم نے ان کے گھر کی تباہی کا مشاہدہ نہیں کیا اور یقین کیجئے! ہم سچے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ خود حضور کے زمانے میں حضور کے خلاف سازش کرنے والے بھی نو سردار ہی تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ سرداری اور اقتدار اللہ کا فضل ہے بشرطیکہ خدا کی غلامی کا طوق بھی گلے میں ہو، ورنہ یقین کیجئے! اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں یا کم از کم ان میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کا انجام تو ضرور ہی عبرت آموز ثابت ہوتا ہے۔

دینی تحریک کے خلاف سازشیں کرنا بھی فساد فی الارض ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں جادوگروں کو لا کھڑا کرنا فرعون کی ایک چال تھی اور جو لوگ اس ڈھب سے چھا جانے کے منصوبے رکھتے ہیں حق تعالیٰ ان سے 'عمل صحیح' کی توفیق بھی چھین لیتا ہے۔ اس لئے اس کے آخر میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (پ۱۱۔ یونس۔ ع۸)

'اللہ تعالیٰ مفسدین کے عملوں کو نہیں سنوارتا۔'

اصل میں 'حق' کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا ایک ایسا 'نظامِ تخریب' ہے۔ جس میں آسمان وزمین اور مافیہا کی خرابی اور بگاڑ مضمر ہے۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (پ۱۸۔ المومنون۔ ع۴)

اگر حق (یعنی حق تعالیٰ) ان کی خوشی اور منشاء کے تابع ہو جائے تو آسمان وزمین اور مافیہا خراب ہو جائیں۔

یہ تو یوں ہوا جیسے دو خدا، اور اس کا جو انجام ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے یعنی زمین و آسمان کی مکمل تباہی اور بگاڑ۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (پ۱۷۔ الانبیاء۔ ع۲)

ارباب اقتدار کا یہ دستور رہا ہے کہ عوام کو مذہب کے نام پر بھڑکاتے ہیں کہ فلاں شخص تمہارے مذہب کی روح کو کچلنا چاہتا ہے۔ پھر امن عامہ کے نام پر ان کے خلاف چکر چلاتے ہیں اور صلحاء اور اتقیاء کو قتل کی دھمکیاں تک دے ڈالتے ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ: ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ (پ۲۴۔ المومن ع۳)

اور فرعون بولا: ہٹ جاؤ! مجھے اسے قتل کرنے دو اور اسے چاہئے کہ اپنے رب کو پکارے (کہ وہ اسے مجھ سے بچالے) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی فساد نہ برپا کر ڈالے۔

ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، راہ مارنا، حق سے روکنا اور ٹیڑھی راہوں پر لوگوں کو ڈالنا بھی فساد فی الارض ہے۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۡ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ. (پ۸۔ الاعراف۔ ع۱۱)

حق کو نہ ماننا اور وحی پر ایمان نہ لانا بھی "فساد" ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ (پ۱۱۔ یونس۔ ع۴)

ان میں سے کچھ تو قرآن کا یقین کریں گے اور بعض ان میں سے اس کا یقین نہیں کریں گے۔ اور آپ کا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

وحی قرآنی پر ایمان نہ لانے کے معنی ہیں کہ وہ اپنی خواہشات، ملکی آئین، جمہوری رائے اور دوسروں کے خیالات کا اتباع کریں گے، ظاہر ہے کہ فساد کی جڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بھی یہی بے یقینی، کمزوری اور چار سو رُخ کر کے دوڑنا۔

مفسدین کا اتباع بھی ''فساد فی الارض'' کے مترادف ہے، کیونکہ اہل فساد جو ہنگامے، بگاڑ اور خرابیاں پیدا کرتے ہیں، وہ اپنے حلقہ بگوشوں کے بل بوتے پر ہی تو کرتے ہیں اس لئے فرمایا ان کا اتباع نہ کیا کریں۔

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ (پ۹۔اعراف۔ع۱۷)

(حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون سے فرمایا) اور مفسدوں کی راہ پر مت چلنا۔

منکرین حق کی دوستی بھی فساد فی الارض کا ایک عنوان ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (پ۱۰۔التوبۃ ع۱۰)

جو منکرین حق ہیں، وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اگر تم یوں نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ پھیلے گا اور بڑی خرابی ہو گی۔ اور اس کے نتیجے میں عذاب پر عذاب کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (پ۱۴۔النحل۔ع۱۲)

جو اہل فساد ہیں وہ صالحین کی طرح نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے ساتھ خدا تعالیٰ ایک جیسا معاملہ کرے گا۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ (پ۲۲۔ص ع۲)

ظہور نتائج کے وقت منت سماجت کچھ کام نہیں آتی۔

اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (پ۱۱۔یونس۔ع۹)

اب (کہتا ہے کہ میں مان گیا) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں رہا۔

فساد فی الارض کے بد نتائج سے بچنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس سے توبہ کی جائے اور فساد فی الارض کی راہ چھوڑ دی جائے۔

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

(پ۸۔الاعراف۔ع۷)

اصلاح کے بعد فساد فی الارض سے باز آجائیں اور اس کو امید و بیم میں پکارتے جائیں۔ نیکو کاروں سے اللہ کی رحمت قریب ہے۔

اس کی راہ میں جہاد کیا جائے کیونکہ اللہ کی یہ سنت ہے کہ روئے زمین کا بگاڑ اسی طرح دور کیا کرتا ہے۔

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (پ۲۔بقرہ۔ع۳۳)

اگر ایک کو دوسرے سے دفع کرا دینا اللہ کا دستور نہ ہوتا تو زمین خراب ہو جاتی۔

امر بالمعروف کا وطیرہ اختیار کیا جائے۔ فساد اور مفسدوں نے جو خرابیاں پیدا کر دی ہیں اس کے ذریعے ان کو دور کیا جائے۔

فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

(پ ۱۲۔ ھود۔ ع ۱۰)

سو کیوں نہ ہوئے، ان جماعتوں میں، جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں خیر کا اثر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے فساد فی الارض سے مگر تھوڑے کہ جن کو ان میں سے ہم نے بچالیا۔

قاتل کا سر قلم کر دیا گیا۔ اسلامی قانون کی برکات

شاہ فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل کا سر قلم کر دیا گیا۔ یہ شہزادہ ایک عام مجرم کی طرح لایا گیا اور با قاعدہ اس کی تشہیر کی گئی۔ چنانچہ ہزاروں نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا۔ یہ مخمصہ سعودی حکومت کے لئے ایک آزمائش بن گیا تھا اور اسلامی قانونِ عدل کے سلسلے میں ایک کسوٹی، جو بحمد اللہ خیر وخوبی سے گزر گیا۔

قاتل دراصل اسلام کی راہ روکنا چاہتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ شاہ فیصل کے بعد سعودی عرب میں شاید اسلام کا چراغ بجھ جائے گا۔ لیکن جاتے ہوئے اس نے دیکھ لیا کہ سعودی عرب میں اسلام اب بھی ایک غالب طاقت کی حیثیت میں ہے۔ اس سے بڑھ کر وزنی ثبوت اس کا اور کیا ہو سکتا ہے کہ: مملکت کے اسلامی قانون نے ایوانِ شاہی میں بھی پہنچ کر اپنی حکمرانی کا اٹل ثبوت مہیا کر دیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کا سر کیسے قلم ہوتا؟

ایسے ہزاروں قاتل شاہ فیصل کے المیہ پر قربان کر دیئے جائیں، تو بھی شاہ فیصل کے نقصان کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ شاہِ فیصل، صرف عالمِ عرب کی جان نہیں تھے پورے عالمِ اسلام کی روح اور جان تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جب شاہ فیصل شہید کئے گئے اور پولیس کی تفتیش کا سلسلہ دراز ہو گیا تو چہ میگوئیاں ہونا شروع ہو گئی تھیں کہ گھر کی بات ہے اور گھر کا مجرم ہے۔ اس لئے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے ہیں، اسے پھانسی دینا مشکل ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب اس کا سر قلم ہوا تو دنیا ششدر رہ گئی کہ، سعودی عرب میں اسلامی قانون کی حکمرانی ابھی قائم ہے۔

شاہ فیصل تو ایک عظیم انسان تھے، اسلام اقانونِ عدل تو کتے کے پینے والے پیالے کے نقصان تک کا تاوان بھی دلواتا ہے۔ حضرت خالد کو قبیلہ بنی جذیمہ میں تبلیغ کے لئے تعینات کیا گیا تو ان سے کچھ لغزشیں ہو گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تلافی کے لئے ضرت علی کو بھیجا اور فرمایا کہ جا کر ان کا نقصان پورا کرو۔ چنانچہ انہوں نے سب کا خونبہا ادا کیا یہاں تک کہ کتے کے پینے والے پیالے کا بھی تاوان ادا کیا۔ حتّٰی میلغۃ الکلاب (سیرت حلبیہ ص ۲۲۳ / ج ۳) آپ اپنی جان تک لوگوں کے پیش کیا کرتے تھے کہ یہاں بدلہ لے لو۔ جس اسلام میں یہ احتیاط اور جان آفرینی ہو، اس کی برکات سے کسبِ فیض نہ کرنا بڑی محرومی ہے۔

متحدہ جمہوری محاذ کا ملک گیر کنونشن

متحدہ جمہوری محاذ کے زیرِ اہتمام کل پاکستان قومی کنونشن ۱۴ر اور ۱۵ر جون کو لاہور میں منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں چاروں صوبوں کے ہزاروں سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں نے شرکت کی۔ اس میں متعدد پروگرام مرتب کئے گئے اور کئی ایک قرار دادیں پاس ہوئیں! مختلف جماعتوں اور مختلف صوبوں سے آئے ہوئے سیاسی رہنماؤں نے جو تقریریں کیں، ان میں خدشات، شکایات اور اربابِ اقتدار کی کجروی کا اظہار تھا اور قومی کنونشن سے واضح اور ٹھوس لائحہ عمل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبے تھے۔

کشمیر کے سلسلے میں بالخصوص معنی خیز تبصرے اور انکشاف کئے گئے اور سردار عبدالقیوم کی جبری علیحدگی پر خاص طور پر حکومت کی نکتہ چینی کی گئی۔

اس کنونشن میں ایک مقرر نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ لوگ پوچھتے ہیں، بھٹو کے بعد کون؟ اس لئے کنونشن کو عبوری کابینہ کا اعلان بھی کرنا چاہئے، اس سے عوام میں اعتماد بحال ہو سکتا ہے اور یہ بھی بتایا جاسکے گا کہ متحدہ محاذ کے پاس متبادل قیادت موجود ہے۔ الغرض ہر مقرر نے دل کھول کر اپنا مافی الضمیر پیش کیا۔

اس کنونشن میں خاص جوش اور گرمی تھی اور انتہائی اعتماد پایا جاتا تھا۔ اس کنونشن کا یہ پہلو بالخصوص جاذب تھا کہ، مختلف نظریات و افکار کی حامل جماعتیں اور افراد یکجا جمع تھے۔ اور اس یک جہتی کی چاشنی سے سب شاد کام نظر آتے تھے۔ ہمارے نزدیک اپوزیشن کی کامیابی کے لئے اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ ایک نیک شگون ہے۔ بہتر ہے کہ یہ جماعتیں اسی سیاسی مفاہمت کو ملی وحدت میں تبدیل کر دیں کیونکہ سب کے سامنے ملک وملت اور دین کی خدمت ہے۔

متحدہ جمہوری محاذ کو اس قومی کنونشن کے کامیاب انعقاد پر ہم ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ ملک وملت اور دین برحق کی صحیح خدمت کر پائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی واربرٹن

قسط(۱۳)

التفسیر والتعبیر

قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۔ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ۔ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ.

(خدا نے) فرمایا میں وہ (مصلحتیں) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور آدم کو سب (چیزوں کے) نام بتا دیئے پھر ان چیزوں کو فرشتے کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو ہم کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ بولے تو پاک (ذات) ہے جو تم نے ہم کو بتا دیا ہے اس کے سوا ہم کو کچھ معلوم نہیں، تحقیق تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہے (تب خدا نے آدم کو) حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دو۔ پھر جب آدم نے فرشتوں کو ان کے نام بتا دیئے تو (خدا نے فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر) فرمایا، ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کی سب مخفی چیزیں ہم کو معلوم ہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم ہم سے چھپاتے ہو (وہ) سب ہم کو معلوم ہیں۔

مَا لا تعلمون (جو تم نہیں جانتے) یعنی تخلیقِ آدم میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، وہ تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں، اپنے فکر و خیال کی معصومیت کی وجہ سے، تم صرف اتنا ہی احساس کر سکے کہ پاک ذات کے دربارِ عالی کے لئے غلام اور خدّام بھی معصوم چاہئیں، اس بارگاہ میں ہلڑ باز سجتے نہیں جچتے نہیں، گو یہ بات شایانِ شان ہے لیکن خدا کی یہ کوئی نجی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو بارگاہ کی تقدیس کا احساس کریں گے، وہ دراصل اپنی پاکیزہ فطرت کا ثبوت مہیا کریں گے، جو ایسا نہیں کریں گے خدا کا کوئی نقصان نہیں کریں گے بلکہ خود ہی فاش ہوں گے کہ، شہنشاہ کے عظیم دربار میں حاضر ہونے کا سلیقہ ہی نہیں رکھتے۔ اس لئے بالآخر انہیں یک بینی و دو گوش پکڑ کر اُٹھا دیا جائے گا۔ بہر حال یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کے علاوہ جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں بے شمار ہیں، کچھ گزشتہ آیات میں آپ نے ملاحظہ فرمالی ہوں گی۔

اٰدم (ابو البشر، بابا آدم) یہ دنیا میں پہلے انسان ہیں، اسے مٹی سے بنایا اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ (پ۱۷۔ الحج ع۱) وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ (پ۲۱۔ الروم۔ ع۳) وہ مٹی خشک مٹی نہیں تھی گارا تھی۔ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ (پ۲۱۔ السجدۃ۔ ع۱) اور انسان کی پیدائش گارے سے شروع کی۔

طِیۡن پانی میں ملی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں خواہ وہ بعد میں خشک بھی ہو گئی ہو، دوسری جگہ اِسے طِیۡنٍ لَّازِبٍ (پ۲۳۔ الصفت۔ ع۱) چپچپی مٹی سے تعبیر فرمایا ہے۔

لازب سے مراد وہ مٹی ہے جو خوب چپکتی ہے، یہ عموماً جوہڑوں کے کناروں اور تالابوں کی تہوں میں ہوتی ہے، دوسرے مقام پر فرمایا۔

مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ (پ۱۴۔ الحجر۔ ع۳) کالے (اور) سڑے ہوئے گارے سے جو (سوکھ کر) کھن کھن بولنے لگتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ رحمٰن میں فرمایا: من صلصال کالفخار (پ۲۷۔الرحمٰن۔ع۱) ایسی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔

امام بخاریؒ لکھتے ہیں: صلصال، طین، خلط برمل فصلصل کما صلصل الفخار (کتاب الانبیاء باب خلق آدم)

گارا جس میں ریت ملی ہو، سو وہ آواز دیتا ہے جیسے ٹھیکری آواز دیتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں: بلکہ یہ ایک نوع کی تخلیق ہوئی جسے نوع انسان کہا گیا ہے۔ لہٰذا آدم سے یہ مراد نہیں کہ وہ سب سے پہلا انسان تھا مگر ہمارے نزدیک یہ مغربی افکار کی خوشہ چینی ہے۔ اصل میں یہی آدم وہ پہلا انسان ہے جو کسی مغربی جرثومہ کی ارتقائی شکل نہیں ہے بلکہ براہِ راست مٹی سے تخلیق ہوا۔ چنانچہ اوپر کی سطور میں اِسی آدم کے جسد کا ذِکر کیا گیا ہے جس میں حق تعالیٰ نے روح پھونکی اور ملائکہ اس کے حضور جھکے۔

وَاِذْ قَالَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۔ فَاِذَا سَوَّيْتُه وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَه سٰجِدِيْنَ (پ۱۴۔الحجر۔ع۳)

اور یاد کرو وہ وقت جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں کالے (اور) سڑے ہوئے گارے سے جو (سوکھ کر) کھن کھن بولنے لگتا ہے۔ ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں، تو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف) سے روح پھونک دوں تو تم اس کے حضور جھک جانا۔

ابلیس نے بھی اِسی انسانِ اوّل (آدم) کے حجور جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَه مِنْ طِيْنٍ (پ۲۳۔صٓ۔ع۵)

(ابلیس) بولا، میں اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے آگ سے بنایا، اسے مٹی سے۔

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَه مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (پ۱۴۔الحجر۔ع۳)

اور یہی وہ آدم ہے جس کو رب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا۔ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (پ۲۳۔ص۔ع۵)

اصل میں ان کو مغالطہ ان آیات سے لگا ہے، جن میں اس کی پیدائش کے سلسلے میں مختلف مراحل کا ذِکر آیا ہے، جس سے وہ یہ سمجھے کہ، یہ کسی خلیہ کا ذِکر ہے، جس میں ایک لیسدار مادہ موجود ہوتا ہے جو زندگی کے سارے امکانات اپنے اندر رکھتا ہے جسے نفس واحدہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ اطوار اور مراحل تخلیقِ آدم کے بعد کے ہیں یعنی سلسلۂ نسلِ انسانی کے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے سارے مراحل طے ہو گئے، ساخت مکمل ہو گئی اور روح پھونک دی گئی تو ابلیس کے سوا تمام فرشتے سجدہ میں جھک گئے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۔ اِلَّا اِبْلِيْسَ (پ۲۳۔صٓ۔ع۴)

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے، جوہر اور ست سے بنایا۔

دوسری جگہ اسے یوں بیان فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَه مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ (پ۲۱۔السجدہ۔ع۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر (مٹی کے) نچوڑ سے جو ایک حقیر پانی ہے، اس کی نسل چلائی۔

سورت فرقان میں ہے:

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (پ۱۹۔الفرقان۔ع۵)

انسان کو پانی (منی) سے پیدا کیا، پھر اسے خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔

پھر اس نطفہ سے لوتھڑا، پھر بوٹی، پھر بوٹی مع گوشت بنا کر ایک نیا ڈھانچہ بخشا۔ ملاحظہ ہو سورت المومنون پ۱۹ ع۱۔

الغرض مٹی سے آدم (سب سے پہلا انسان) بنا، پھر اس کے بعد نسلِ انسانی کے لئے دوسرا نظام تجویز فرمایا، یعنی غذا کے نچوڑ سے منی، پھر مادرِ رحم میں مدتوں رہنے کے بعد لوتھڑا، بوٹی، ہڈی وغیرہ کے بعد حسین و جمیل "ابن آدم" نمودار ہوا۔ اس کو قرآن نے قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (پ۲۹۔ نوح۔ع۱) سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک منکرِ حدیث نے، اس سلسلے میں انسان، آدم اور ابنِ آدم کی قرآنی وضاحت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

انسان دراصل آدم اور ابن آدم کی نوعی ماہیت کی ایک تعبیر ہے۔ جسے یہ صاحب سمجھ نہیں سکے۔ فلسفہ کا یہ مشہور مسئلہ ہے کہ وجود ماہیت کا عین ہوتا ہے، زائد شے کا نام نہیں ہے غور فرمائے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر شے کی نوعی ہیئت اور حیثیت کے لئے "عالمِ مثال" کا فلسفہ تشخیص فرمایا ہے، جس میں 'معانی' اپنی مناسب شکل میں پہلے موجود ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس عنصری دنیا میں اس کے ظہور کی صورت بنتی ہے (حجۃ اللہ) شیخ الاشراق۔ اس کو 'اشباح' اور غزالی خیال تمثل سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہر حال یہ انفرادی قسم کی ذوقیات ہیں، ورنہ خارج میں 'مجرد کلی' کے وجود کا تصوّر محال ہے۔

اس سلسلے میں احادیث سے بھی کچھ مزید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے کہ آدم سلسلہ تخلیق کی آخری کڑی ہے، جس کی تخلیق جمعہ کے دن، عصر کے بعد، غروب آفتاب سے پہلے ہوئی تھی۔

وخلق اٰدم بعد العصر من یوم الجمعۃ فی آخر الخلق واٰخر ساعۃ من نہار فیما بین العصر الی اللیل (رواہ مسلم۔ ابو ھریرۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جمعہ کو ہی بہشت میں داخل کئے گئے تھے اور جمعہ کو ہی وہاں سے خارج کئے گئے تھے۔ وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منہا (مسلم)

زمین کے مختلف حصوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی جمع کر کے جسدِ آدم تیار کیا گیا، جس طرح مختلف علاقوں کی زمین کی خاصیت ایک دوسرے سے مختلف یا متنوع ہوتی ہے، اسی طرح نسلِ انسانی بھی تیار ہوئی، گورے، کالے یا اچھے اور برے وغیرہ۔

ان اللہ عزوجل خلق اٰدم من قبضۃ قبض من جمیع الارض، فجاء بنو اٰدم علی قدر الارض، جاء منہم الابیض والاحمر والاسود وبین ذلك والخبیث والطیب واسہل والحزن فذکر مثلہ (مسند احمد وکتاب الاسماء والصفات بیہقی وابن حبان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (پ۱۸۔المومنون۔ع۱)کا مفہوم بھی اگر وہ تصور کیا جائے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے تو زیادہ مناسب محسوس ہوتا ہے۔

آدم کی تخلیق بہشت میں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بنا کر رکھ چھوڑا تو ابلیس نے اس کے گرد چکر لگا کر دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے۔ چنانچہ وہ پہچان گیا کہ یہ بے قابو اور بے بس ہستی ہے۔

لما صور الله اٰدم فی الجنۃ ترکه ما شاء الله ان یترکه فجعل ابلیس یطیف به ینظر ما هو فلما راٰه اجوف عرف انه خلق خلقا لا یتمالك (روه مسلم واحمد۔انس)

بخاری شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کا جو جسدِ مبارک تیار کیا گیا تھا کافی لمبا تھا، ساٹھ گز کا تھا۔

خلق الله ادم وطوله ستون ذراعا (بخاری۔کتاب الانبیاء)

اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آثارِ قدیمہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی (قالہ الحافظ) مگر قرآنِ مجید میں قومِ عاد کی لاشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ (پ۲۷۔القمر۔ع۱)

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (پ۲۹۔الحاقہ۔ع۱)

اگر صدیوں بعد بھی اتنے لمبے ترنگے انسانوں کے ڈھانچے ہو سکتے ہیں تو آغاز میں اتنے لمبے قد و قامت کی بات کچھ خلاف توقع نہیں ہو سکتی۔ یا ہو سکتا ہے کہ "ستون ذراعاً" کا مفہوم بہت لمبا قد ہو۔ بہر حال حضرت آدم علیہ السلام غیر معمولی قد و قامت کے مالک تھے، ہاں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قد و قامت اس زمانے کی بات ہے جب آسمان (یعنی) بہشت میں تھے۔ستون ذراعا فی السماء چنانچہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ جب ہبوط (آسمان سے نکالے گئے) ہوا تو قد و قامت میں مناسب تخفیف بھی کر دی گئی۔ صاحب فیض الباری فرماتے ہیں کہ جغرافیائی اختلاف کا اثر قد و قامت پر پڑتا ہے، آسمان پر لمبے ترنگے رہے ہوں زمین پر آ گئے تو قد و قامت بھی گھٹ گیا، یعنی جنت میں لمبا قد ہوا اور زمین پر آ کر حسبِ حال ہو گیا۔ ویحتمل ان یکون مراد الحدیث انه کان قدر طولهم هذا فی الجنة فاذا نزلوا عادوا الی القصر فان الاحکام تتفاوت بتفاوة البلدان والاوطان فیض الباری ص۱۷،ج۴)

اس کے علاوہ: یہ ساٹھ ذراع، شرعی ذراع تھے، جو ہمارے حساب سے وہ تیس بنتے ہیں۔ قومِ عاد کے واقعہ کو ملا کر دیکھا جائے تو پھر یہ بات کچھ اُن ہونی نہیں رہتی۔

رنگ ان کا گندمی اور شکل نہایت حسین و جمیل تھی (سیرت حلبیہ ص۴۲۷،ج۱) ابی بن کعب سے مرفوعاً آیا ہے کہ: آدم کو لمبا، جیسی لمبی کھجور اور سر کے گھنے بالوں والا اللہ نے بنایا۔ ان الله خلق اٰدم رجلا طوالا کثیر شعر الراس کانه نخلۃ سحوق (رواه ابن ابی حاتم باسنادٍ حسن۔فتح الباری پ۳۶۷ کتاب الانبیاء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر بنایا تھا۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال خلق اللہ ادم علی صورتہ (بخاری کتاب الاستیذان باب بدء السلام ص ۲/۹۱۹)

اس کے کئی ایک معنی بیان کئے جاسکتے ہیں: ایک یہ کہ: ان کو بہت حسین و جمیل بنایا۔ کیونکہ بنانے والا خود بہت حسین و خوبصورت ہے۔

ان اللہ جمیل یحب الجمال (مسلم، ترمذی عن ابن مسعود)

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، کہ معراج کے واقعہ میں حضور نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: تو اس میں آدم تھے، ہو بہو ویسے تھے جیسے اللہ نے اس دن ان کو پیدا کیا۔

فاذا فیہا اٰدم کیوم خلقہ اللہ علی صورتہ (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون للجلی ص ۱/۴۲۷)

دوسرے یہ کہ یہ نسبت تشریفی ہے، تیسرے یہ کہ جرثومے اور خلیے والی بات نہیں کہ حیوان سے ترقی کر کے ایک ترقی یافتہ انسان بن گیا ہو بلکہ جیسے ہیں ویسے ہیں۔ تنہا اور بالاصالت مٹی سے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ قال الحافظ ای لم یشارکہ فی خلقہ احد ابطالا لقولِ اھل الطبائع (فتح) مجھے اول اور تیسرا پہلو نسب اور احوط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

جب آپ میں روح ڈال دی گئی تو ان کو چھیک آئی جس پر انہوں نے الحمد للہ کہی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: رَحِمَكَ رَبُّكَ یا اٰدم لما خلق اللہ اٰدم عطس فقال الحمد للہ فقال لہ ربہ رحمك ربك یا اٰدم (رواہ البزار عن ابی ہریرۃ بسند لا باس بہ (ابن حبان عن انس بنحوہ)

موارد الظمان میں ہے کہ الحمد للہ کہنے کا بھی اللہ نے ان کو الہام کیا تھا۔ فالھمہ ربہ (موارد الظمان ص ۵۰۸)

جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق فرمالی تو ان سے فرمایا: جا کر فرشتوں کو سلام کرو، اور غور سے سنتے رہو کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ چنانچہ انہوں نے جا کر کہا: السلام علیکم، جواب میں فرشتے بولے: السلام علیک ورحمۃ اللہ چنانچہ انہوں نے رحمۃ اللہ زیادہ کیا۔ یہ سلام دعا آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کے لئے ہے۔

اذھب فسلم علی اولئك نفر من الملئكة فاستمع ما یحیونك فانھا تحیتك وتحیة ذریتك فقال السلام علیكم فقالوا السلام علیك ورحمة اللہ فزادوہ رحمة اللہ (بخاری عن ابی ہریرۃ کتاب الاستیذان)

زوائد ابنِ حبان میں ہے کہ سلام دعا کے بعد جب رب کے پاس واپس ہوئے تو اللہ نے کہا کہ یہ آپ اور آپ کی اولاد کی سلام دعا ہے۔

ثم رجع الی ربہ فقال ھذا تحیتك وتحیة نبیك بینھم (ص ۵۰۹)

جب اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر اس کو اولاد کو نکال کر ان کے پیش کی، ان میں ان کو ایک چمکتا چہرہ نظر آیا، بولے! الٰہی! اس کی عمر اور بڑھا دیجیے! فرمایا، نہیں ہاں اگر آپ اپنی عمر میں سے کچھ دے دیں تو اتنی بڑھائی جاسکتی ہے، چنانچہ اپنی عمر میں سے چالیس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال عمران کو دے دی اور یہ لکھ کر فرشتوں کو گواہ بنایا۔ جب فرشتہ روح قبض کرنے آیا تو کہا چالیس سال ابھی باقی ہیں، انہوں نے ان کو یاد دلایا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو دے دی تھی، تو انہوں نے کہا: کب؟ چنانچہ اللہ نے وہ دستاویز دکھادی۔ تاہم دونوں کی عمر ویسے رہنے دی، سو سال حضرت داؤد کی اور ہزار سال حضرت آدم کی۔

اول من جحد ادم قالها ثلث مرات ان الله عزوجل لما خلقه، مسح ظهره فاخرج فديته فعوضهم عليه فراى فيهم رجلا يزهر فقال رب زد فى عمره قال لا الا ان تزيده انت من عمرك، فزاده اربعين سنة من عمره فكتب الله تعالىٰ عليه كتابا واشهد عليه الملٰئكة فلما اراد ان يقبض روحه قال انه بقى من اجلى اربعون سنة فقيل له انك قد جعلتها لابنك داؤد قال فجحد قال فاخرج الله الكتاب واقام عليه البينة فاتمها لداؤد مائه سنة واتمها لادم عمره الف سنة (رواه احمد عن ابن عباس)

موارد والظمان میں ہے کہ مٹھی میں اللہ نے ان کو آپ کی ذریت دکھائی، جن کے ماتھے پر ان کی عمریں بھی لکھی تھیں (موارد الظمآن ص ۵۰۹)

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت آدم بہشت میں اداس اداس رہنے لگے، پھر سو گئے، جاگے تو سرہانے ایک عورت بیٹھی جسے اللہ نے اس کے پہلو سے پیدا کیا تھا۔

عن ابن عباس وابن مسعود و ناسٍ من الصحابة قال لما سكن ادم الجنة كان يمشى فيها وحشاً ليس له زوج يسكن اليها فنام نومة فاستيقظ واذا عند راسه امرأة قاعدة خلقها الله من ضلعه (فتح القدير للشوكانى عن البيهقى وغيره)

قرآن حمید سے اتنا تو مترشح ہوتا ہے کہ بیویاں مردوں کے لئے تسکینِ خاطر کا سامان ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً (پ۲۱۔روم ع۳)

بخاری شریف میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔

فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ (كتاب النبياء باب قول الله تعالىٰ: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ)

ضلع: پہلو، پہلو کی پسلیوں اور میلان کو ضلع کہتے ہیں: جمہور کا یہی نظریہ ہے کہ حواء کا ظہور آدم کی پسلیوں سے ہوا؟ وہ کیسے؟ کیفیت معلوم نہیں ہے۔ پہلو کی پسلیوں کو اس کے لئے کیوں انتخاب کیا گیا؟ کیونکہ وہ رفیقۂ حیات ہے، سفر حیات میں اسے پہلو بہ پہلو رہنا ہے، جینا ہے اور رفیق کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ پہلو میں رہتا ہے، اس دل میں بستا ہے جو پہلو میں آباد ہے۔ علاقہ قرطبی کا ارشاد ہے کہ الامرأۃ، المرء سے ماخوذ ہے۔ المرء کے معنی مرد کے ہیں، کیونکہ اس کا ظہور مرد کے جسم سے ہوا ہے۔ حوّا کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ وہ حیّ (زندہ) سے ظاہر ہوئی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ لڑکی کا پیشاب لڑکے کی بہ نسبت غلیظ ہوتا ہے کیونکہ لڑکے کی نمود مٹی سے ہوئی ہے اور لڑکی کی آدم کے گوشت سے۔

علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ پسلی سے پیدائش نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدائش یوں ہوئی جیسی پسلی کی، اس کی تائید اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بھی ہوتی ہے کہ ایک اور روایت میں المرأۃ کالضلع (بخاری باب المداراۃ مع النساء کتاب، النکاح) عورت، پسلی کی مانند ہے آیا ہے اور بعض روایات میں انما المرأۃ کالضلع آیا ہے (فتح ص ۲۵۲/۶)

بخاری کے ایک شارح نے لکھا ہے کہ جب وہ جاگے تو بائیں جانب حوا کو بیٹھا پایا۔

خلقت من ضلع کے یہی معنی ہیں۔

والمشهور انها خلقت من ضلع اليسر ورايت مصنفا مر عليه وقال ان اٰدم عليه السلام انتبه مرة من منا مه فاذا حواء جالسة على يساده وهذا معنى مخلوقة من ضلع اى رأها مخلوقة نحو يساره (فيض الباری ص۱۸/۴)

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین ایک مثالی مکالمہ ہوا جس میں حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا کہ آپ کی خطا ہمارے لئے وجہ شامت بنی، حضرت آدم نے کہا، کیا آپ نے یہ دیکھا تھا کہ مجھے یہ پیش آنا تھا؟ کہا ہاں، فرمایا: پھر تقدیر کے سامنے میری کیا مجال؟

ثم تلومني على امر قد قدّر على قبل ان اخلق (بخاری ۔ کتاب الانبیاء ص ۴۸۴/ج۱)

مصائب کا انتساب تقدیر کی طرف بجا ہے لیکن خطا کا نہیں، بات بھی مصیبت کی ہوئی تھی معصیت اور لغزش کی نہیں! دراسل مصائب کی نوعیت ابتلاء کی ہوتی ہے یا اپنی حماقتوں کا نتیجہ، ابتلاء ہے تو ہر چہ از دست دوست آید، درست آید کے مطابق راضی بہ رضا رہنے میں اجر ملتا ہے۔ اگر خطا ان کا سبب ہوتا تو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ یہاں تقدیر کو گناہوں کے لئے بہانہ نہیں بنایا گیا بلکہ مصیبت میں خدا کے سامنے اپنی بے بسی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور یہ بجائے خود عبادت ہے۔ کیونکہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے جو کچھ سرزد ہوا، نسیانا ہوا یا خدا کے حضور میں دائمی قرب و وصال کے لالچ میں اجتہاداً ہوا۔ اس لئے یہ معصیت تھی ہی نہیں، بھول چوک کی بات تھی۔ باقی رہا بہشت سے ان کا نکلنا؟ سو وہ معصیت کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیونکہ اصلی پروگرام جس کے لئے تخلیق ہوئی تھی وہ زمین کی سکونت تھی (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ) بہشت میں جتنے دن رہے، بطور مہمان کے رہے۔ اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ سکون حرکت کے بعد یا حرکت سے پہلے کے ثانیہ کا نام ہے، ظاہر ہے کہیں سے آئے نہیں تھے، وہاں ہی ان کی تخلیق ہوئی تھی، اس لئے یہ سکون آنے والی حرکت کے اعتبار سے تھا۔ گویا کہ یہ قیام عارضی تھا۔ شیطان کا ان کو پھسلانا کہ اصل میں تمہیں یہاں سے چلتا کرنا ہے، اس لئے یہ شجرہ چکھ لو گے تو پھر یہاں سے کوچ کی نوبت ہی نہیں آئے گی، تو معلوم ہوا کہ وہاں آدم کو اپنے عارضی قیام کا علم تھا تبھی تو انہوں نے دائمی اقامت کے لئے جتن کیے۔

قیامت میں حضرت آدم اپنی اس غلطی کے احساس سے شفاعت کرنے سے گریز کریں گے۔ (بخاری کتاب الانبیاء۔ باب، قول الله اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِه تو یہ اس لئے نہیں کہ وہ بھی اِسے گناہ تصور کرتے ہیں بلکہ آنا نکہ عارف تر اند ترساں تر اند والی بات ہے، دیکھیے! ٹھوکر کھا کر گرنا سب سے بڑی معذرت ہے کوئی عیب کی بات نہیں، لیکن بچہ گر جائے تو اس کی پروا نہیں ہوتی اگر بڑا گر پڑے تو چہرے کی ہوائیاں اُڑ جاتی ہیں۔ بہر حال وہ رب سے شرمائیں گے کہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام، اللہ کے رسول اور نبی تھے اور سب سے پہلے نبی و رسول!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ذر: قلت یا رسول الله من کان اولهم قال اٰدم قلت یا رسول الله! بنی مرسل؟ قال نعم (البدایة والنهایة ص۱۰۲ بحواله ابن حبان)

حضرت نوح اور حضرت آدم کے مابین دس قرن کا وقفہ ہے۔

فکم کان بنیه وبین نوحٍ قال عشرة قرون (البدایة والنهایة ص۱۰۲/ج۱ بحواله ابن حبان)

عورت، مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے، چنانچہ حضرت آدم سے بھی یہی کچھ ہوا کہ وہ حوّا کے بھرے میں آگئے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کو اعتماد میں رکھ کر درپردہ ان کی مرضی کے علی الرغم بھی کچھ نہ کچھ کام کر ڈالے۔ چنانچہ حضور نے اسے یوں بیان فرمایا۔

لو لا حوا لم تخن انثی زوجها (بخاری کتاب الانبیاء ص ۱/۴۶۹)

اگر حوّا نہ ہوتی (تو) کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی۔

عورتیں یہ خیانتیں، عام سمجھ کر کچھ کر گزرتی ہیں، بعض اوقات حجاباً نہیں پوچھتیں اور کر گزرتی ہیں، بعض اوقات مصلحتاً چھپا کر کرتی ہیں، الغرض عورت کی یہ ایک فطری کمزوری ہے جس کو حوّا (پہلی خاتون) کی مثال کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ باقی رہی وہ خیانت کیا تھی؟ کچھ پتہ نہیں۔ نہ تفصیل میں پڑنے کی ضرورت ہے، جو روایت ملتی ہیں، غالباً اسرائیلیات ہیں۔ واللہ اعلم

حضور نے شب معراج حضرت آدم کو دیکھا کہ داہنے طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں بائیں جانب دیکھتے ہیں تو غم کھاتے ہیں۔ یعنی نیک و بد اولاد کو دیکھ کر (بخاری)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو آواز دیں گے، جواب میں کہیں گے لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك، پھر رب تعالیٰ فرمائیں گے ہزار میں سے ۹۹۹ دوزخ کے لئے نکالیے! یاٰدم فیقول لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك ۔ فیقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسع مائة وتسعة وتسعین (بخاری ۔ کتاب الانبیاء)

الاسماء (نام) ان سے مراد علم الاشیاء ہے، علم الاشیاء انسانی فطرت کا خاصہ ہے، اور یہ وہ انسان تھا، جس کا خدا نے فرشتوں سے ذکر کیا تھا۔ ایسا نہیں کہ فرشتوں کو مات دینے کے لئے آدم کو تعلیم دی اور پھر فرشتوں کو شکست دلائی۔ بلکہ فرشتوں کے اظہار رائے کے بعد 'مطلوب انسان' بنا کر ان کے سامنے پیش کیا۔ جسکی قدرتی اور فطری صلاحیت کو دیکھ کر انہوں نے اپنے محدود دائرۂ کار کا اعتراف کیا۔

اشیاء کو سامنے لا کر پیش کیا اور ان کے سلسلے کی معلومات کی بابت ان سے پوچھا۔ چنانچہ حضرت آدم اس امتحان میں کامیاب رہے اور فرشتوں نے معذرت کر دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ علم سے بالکلیہ بے بہرہ انسان، خدا کا وہ مطلوب انسان نہیں ہے جس کا فرشتوں سے ذِکر کیا گیا تھا۔ یہ باب اور میدان دراصل 'مسلم' کا تھا، مگر افسوس وہی اب تہی دامن ہے۔

فرشتوں نے اشیاء کے سلسلے کی معلومات سے اپنی لاعلمی ظاہر کی تھی کیونکہ یہ بہر حال اجتہادی چیز نہیں تھی، سرتاپا الہامی اور توقیفی ہے۔ اجتہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں ہوتا ہے، جہاں اس کی زمین پہلے سامنے ہوتی ہے۔ آدم کو تعلیم نہ دی جاتی تو اجتہاد کرنے سے وہ بھی قاصر رہتے، چونکہ اپنے دائرۂ کار میں فرشتے کامل معلومات رکھتے ہیں اور اسی حد تک اجتہاد کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نوعِ انسان کی تخریب پسندی کی پیش گوئی یا انکشاف کیا تھا۔ علم الاشیاء کے باوجود باقی رہی غلط نتیجے کی بات؟ سو وہ ہو جاتی ہے۔ جب اجتہاد کی نوبت آئی تو بالآخر آدم سے بھی چوک ہو گئی تھی۔ گو گناہ نہیں چوک تو ہے ہی،

یہاں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: غیب تو میرے پاس ہے یہ آپ کے بس کی بات نہیں، کیونکہ یہ اجتہادی بات ہی نہیں تھی، اس لئے اصل موضوع سے واقفیت سے پہلے اظہار رائے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

وہ چھپی بات ؎ بعد از بزرگ توئی، پر فائز رہنے کی تمنا تھی، ہر شخص اپنی عزیز سے عزیز تر متاع کی قربانی یوں دے سکتا ہے کہ اس کے دل پر بوجھ بھی نہ آئے لیکن "محبوب" کی بات کچھ اور ہے۔ یہاں ایثار مشکل ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو وہ بھی 'محبوب' کی تمنا پر۔ جیسا کہ یہاں ہوا۔ قربِ خدا، محبوب کا جوار اور بے وساطت تعلق کی پینگیں، ملائکہ کی اصلی کائنات ہے، اس کو قائم رکھنے کے لئے اگر انہوں نے کوئی پیرائیہ بیان کیا تو برا نہیں کیا بلکہ عبادت پر اصرار کیا ہے جو بجائے خود قابلِ رشک ہے۔ اس لئے خدا نے فرشتوں کی اس پوشیدہ تمنا کی تردید نہیں کی اور نہ ابنِ آدم کے سلسلے کی کمزوریوں کی نشاندہی پر نکیر فرمائی، بلکہ گرفت اس بات پر فرمائی کہ وہ اصل بات نہیں سمجھے!

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے، انسان کے سلسلے کی معلومات سے فرشتوں کی بے خبری کا ذِکر فرمایا، اس کے بعد "انسانِ مطلوب" تخلیق کر کے فرشتوں کے پیش کیا، یعنی ظاہری اور معنوی طاقتوں، بالخصوص علمی صلاحیتوں اور اجتہادی ملکہ سے اِسے آراستہ فرما کر فرشتوں کے سامنے 'علم الاشیاء' کا باب کھولا، جس میں 'انسان مطلوب' (آدم) اپنے فطری روپ میں نمودار ہو کر ان پر بھاری رہا، مگر فرشتے، اپنے دائرۂ ملکوتیت کی وجہ سے انسانی خصائص، تقاضوں اور میدان میں اجنبی رہے اور یہ بالکل ایک قدرتی بات تھی، کیونکہ نوعی میدان سب کا جدا جدا ہے، اس لئے اتمامِ حجت کے بعد حق تعالیٰ نے ایک اصولی بات ان پر واضح فرمادی کہ علمِ غیب خدائی خاصہ ہے، جس طرح تم خود ایک دوسرے کے نوعی خصائص کے میدان میں اجنبی ہو اسی طرح جو امور مجھ سے متعلق ہیں، وہ میں ہی جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے، دیکھیے تمہارے دِل میں جو تمنا چٹکیاں لے رہی تھی، وہ مجھ پر عیاں تھی لیکن تخلیق آدم میں جو حکمت مجھے ملحوظ تھی، تم تاآخر اس سے بے خبر ہی رہے۔

کچھ صفحات نہیں ہیں۔

مراد ہوتا ہے۔

و كذلك لفظ الذنوب اذا اطلق دخل فيه ترك كل واجب وفعل كل حرام (اقتضاء الصراط المستقيم)

میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ہر وہ فعل ہے جو خدا سے روکے:

ما يحجبك عن الله (التعريفات ص ۷۳)

اَللّمَم- گناہ کا ارادہ کرنا مگر مرتکب نہ ہونا۔ لَمَم ہے۔ (مفردات)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عریاں بے حیائی سے کم درجہ کے صغیرہ گناہ: اللمم ما دون الفاحشة من صغار الذنوب (المغرب ص ۱۷۲)

اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ گناہ کے بعد یوں پچھتانا کہ پھر اسے نہ کرنا۔

بمعنى انه لم يلم به مرة او مرتين فيتوب عن قريب فلا يجعلها عادة (کمالین ص ۴۳۷)

قال ابن عباس هو الرجل يلم بالفاحشة ثم يتوب ۔ ۔ ۔ ۔ وقال ابو هريرة اللمة من الزنا ثم يتوب ولا يعود الخ (ابن کثیر ص ۷)

اثم۔ وہ فعل جو کارِ ثواب سے پیچھے رکھے (مفردات) جس سے شرعاً اور طبعاً پرہیز کرنا ضروری ہو۔

ما يجب التحرز منه شرعا وطبعا (التعریفات ص ۴)

اور جب مطلق مستعمل ہو تو اس وقت ہر گناہ کو اثم کہتے ہیں۔ كذلك لفظ الاثم اذا اطلق دخل فيه كل ذنب (اقتضاء الصراط المستقيم ابن تيميه (ص ۶۶)

تکفیر اہلِ قبلہ:

مزرائی کا استدلال غلط ہے، حدیث میں 'مسلمانی' کی کچھ ظاہری علامات کا ذکر کیا گیا ہے کہ: اب سمجھ لو کہ ضروریاتِ دین کا وہ قائل ہو گا، اگر داخلی یا خارجی دلائل سے واضح ہو جائے کہ وہ شخص ضروریات دین کا منکر ہے تو وہ لاکھ نمازیں پڑھے، یہاں نہیں کعبہ میں جا کر پڑھے صرف ہمارا ذبیحہ نہیں ہمارا پکا بھی کھائے تو وہ پھر بھی کافر ہی رہے گا۔ کیونکہ وہاں روح غائب ہے۔

عقائد کی جن کتابوں میں اِس موضوع سے بحث کی گئی ہے اس میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ بنیاد اس کی پختہ ہو۔ پھر ان کی تکفیر مناسب نہیں۔ شرح مقاصد میں ہے۔

وهم الذين اعتقدوا بقلبهم دين الاسلام اعتقادا جازماً خاليا عن الشكوك ونطلقوا بالشهادتين فان من اقتصر على احدهما لم يكن من اهل القبلة (شرح مقاصد)

شرح عقائد کی شرح خیالی میں ہے کہ اس سے مراد اجتہادی مسائل میں عدم تکفیر ہے لیکن جو ضروریاتِ دین کا منکر ہو اس کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

الاستفتاء

عزیز زبیدی واربرٹن

مجالس ذکر۔ اقسام گناہ۔ تکفیر اہلِ قبلہ۔ نرخ مقرر کرنا۔ خلقِ آدم علیٰ صورتہ۔ اس امید پر سودا کرنا کہ بازار سے لا کر دونگا

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

۱. مجالسِ ذکر:

خصوصی مجالسِ ذکر جو کبھی اہل بدعت کے ہاں لگتی تھیں، دیوبندی اور اہل حدیثوں میں بھی رواج پا رہی ہیں، مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں اور پروفیسر مولانا سید ابو بکر غزنوی کے مدرسہ میں "خاص رنگ" میں ذکر کی محفل لگتی ہے، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے؟

۲. اقسام گناہ:

قرآن مجید میں سیئات عصیان، خطا اور ذنوب جیسے الفاظ ملتے ہیں۔ ان سب کے معنی ایک ہیں یا الگ الگ؟

۳. تکفیرِ اہلِ قبلہ:

مرزائی کہتے ہیں کہ: بخاری میں حدیث ہے کہ: جو شخص ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کر کے ہماری طرح نماز پڑھتا ہے اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے، وہ مسلمان ہے تو ہمیں کیوں کافر کہتے ہو؟ کیونکہ ہم یہ سبھی کام کرتے ہیں، کیا یہ حدیث ہے اگر ہے تو پھر مرزائیوں کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟

استفتاء نمبر ۲

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

۱. ہیر رانجھا کا جو قصہ مشہور ہے اس کی اصلیت کیا ہے اور وارث شاہ نے جو تفصیل دی ہے وہ کس حد تک صحیح ہے؟

۲. کیا ہابیل اور قابیل کا حادثہ بھی اسی معاشقہ کا نتیجہ تھا؟

الجواب واللہ اعلم بالصواب استفتاء نمبر ۱

مجالسِ ذکر:

مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے بعد جناب مولانا سید ابو بکر غزنوی کی مشہور درسگاہ تقویۃ الاسلام میں ذکر کی جو معروف محفلیں منعقد ہو رہی ہیں مجھے ان میں شرکت کرنے کا کبھی موقعہ نہیں ملا لیکن بہ تواتر یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ واقعی یہ سلسلہ وہاں جاری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنوی خاندان علماء اور صلحاء کا مشہور خاندان ہے۔ مجھے صرف حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے جناب پروفیسر ابو بکر غزنوی کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کی قیادت میں تقریباً ڈیڑھ سال گزرا ہے، ان کے علم کی گہرائی، وسعت، خشیتِ الٰہی اور ذکر مسنون کے جو مناظر راقم الحروف کے سامنے آئے ہیں وہ نہایت جاذب ہیں۔ اگر کبھی وقت اور فرصت نے اجازت دی تو ان شاء اللہ اس سلسلے کی ان مبارک یاد داشتوں کو ضرور قلم بند کروں گا۔ بہر حال 'اتباعِ سنت' میں ان کا مقام بہت اونچا تھا، ذکر و فکر ان کا خاص مشغلہ تھا، لیکن بایں ہمہ انہوں نے خصوصی ذکر کی یہ محفلیں منعقد نہیں فرمائی تھیں۔ حالانکہ جو دواعی اور حالات اب ہیں اس وقت بھی وہی تھے۔

پروفیسر موصوف اہلِ علم ہیں، بالخصوص جدید طبقہ کی اصلاحِ حال کے لئے انہوں نے جو خدمات انجام دی ہیں قابلِ قدر ہیں۔ ان کی تقریر بڑی دلنشین، موثر، حکیمانہ اور عالمانہ ہوتی ہے اس اعتراف کے باوجود ان کے اِس "اسلوب ذکر" سے اتفاق کرنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔

جن رہنماؤں نے یہ 'محفلیں' ایجاد فرمائی ہیں، ان کے مغالطے کی دو وجہیں ہیں۔ حدیث میں ذکر اور حلقۂ ذکر کا جو ذکر آیا ہے ان کا مفہوم کیا ہے؟ ذکر کسے کہتے ہیں اور حلقہائے ذکر سے کیا مراد ہے؟ یہ غور طلب امور ہیں۔

ذکر کا مفہوم 'زبانی ورد' سمجھ لیا گیا ہے اور ذکر کے حلقوں سے مراد بھی یہ مصنوعی محفلیں لے لی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا محدود تصوّر ہے۔

ذکر:

خدا یابی، خدا جوئی اور تعمیلِ احکامِ الٰہی کے جذبہ سے جو بھی کام کیا جائے، اسے ذِکر ہی کہتے ہیں گو اس کی زبان بھی نہ ہلے اور نہ چلے۔

حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ (ذکرِ الٰہی اور اس سے متعلقہ امور کے علاوہ ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے) میں ذکر سے مراد تمام قسم کی طاعات ہیں، سو جو بھی اس کی اطاعت میں ہوتا ہے وہ اس کا ذاکر ہے۔ خواہ اس کی زبان بھی نہ ہلے۔

الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ فذکرہ جمیع انواع طاعتہ، فکل من کان فی طاعتہ فھو ذاکر لہ وان لم یتحرک لسانہ بالذکر (اغاثۃ اللھفان من مصائد الشیطان ۔ ص ۵۱)

ذکر سے مراد اصل میں "استحضار" ہے (مفردات) یعنی زندگی کے شب و روز میں خدا یاد رہے، بے خدا زندگی کے بجائے "باخدا" زندگی گزاری جائے۔

اور جن روایات میں "حلقِ الذکر" کا ذکر آتا ہے ان سے مراد بھی یہ مصنوعی مجلسیں نہیں ہیں بلکہ وہ اجتماع ہیں جو محض احقاقِ حق امتثالِ حق اور غلبۂ حق کے لئے وقتاً فوقتاً اور حسبِ ضرورت منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنوعی مجالسِ ذکر کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ عوام اجتماعی جدوجہد سے محروم رہتے ہیں اور احقاقِ حق کے لئے میدانِ کارزار جو گرم ہوتے ہیں ان سے عموماً الگ تھلگ رہتے ہیں کیونکہ صرف ان 'لسانی اذکار' سے وہ مطلوب انقلاب برپا نہیں ہوتا جس کو برپا کرنا ان کے ایمانی فرائض میں ہوتا ہے۔ پوری زندگی باخدا گزارنا اصلی ذکر اللہ ہے۔ مگر اب اسے محدود کیا جارہا ہے۔

اس کے علاوہ زندگی کے باقی شئون، حالات اور مظاہر میں "یادِ خدا" کا الزام عموماً کم باقی رہ جاتا ہے، اس لئے ان اذکار کے بعد ان کی زندگی میں اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً کا رنگ بھی عموماً پھیکا رہتا ہے مگر انہیں اس کا احساس کم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان مجالسِ ذکر کو نہایت سختی سے دبادیا تھا (دارمی) اور یہ وہ باتیں ہیں جو سید صاحب ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ 'لسانی ذکر' کا وجود نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ذکر فنی مجالسِ ذکر کا نام نہیں ہے۔ اور یقیناً نہیں ہے۔ شریعت نے عبادت کی جو اجتماعی صورتیں متعین کی ہیں وہ بھی حلق الذکر سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسرے وہ دینی کام جو اجتماعی طور پر کرنا پڑتے ہیں وہ بھی حلق الذکر ہیں۔

پروفیسر موصوف دوسرے انداز میں جو دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے رفع درجات اور مغفرت کے لئے کافی ہیں، اگر وہ ان 'فنی ذکر' کی محفلیں منعقد کرنے کا اہتمام نہ بھی کریں تو بھی ان شاء اللہ ان سے باز پرس نہ ہوگی۔

اس موضوع پر تفصیلی بحث ہوسکتی ہے لیکن فتوے جیسا مقام اس کا متحمل نہیں ہے۔

۳. اقسامِ گناہ:

قرآن حکیم نے گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں کے سلسلے میں مختلف اصطلاحات استعمال کی ہیں جن کا مفہوم الگ الگ ہے۔ گو بعض ایک دوسرے کے مقام پر بھی استعمال ہوسکتیں ہیں، یعنی بعض پہلوؤں میں۔

سیئہ:

برائی کو کہتے ہیں، یہ دو قسم کی ہے ایک وہ جو شرعاً و عقلاً بری تصور کی جاتی ہے دوسری وہ جس سے طبیعت پر انقباض طاری ہوتا ہے اور وہ شاق اور گراں گزرتی ہے۔

عصیان:

ترکِ اطاعت کو عصیان اور نافرمانی کہتے ہیں۔ هو ترك الانقياد (کتاب التعریفات للسید)

خطاء، خطیئہ:

سے مراد وہ فعل ہے جو مطلوب نہیں ہوتا بلکہ کسی اور وجہ سے سرزد ہوجاتا ہے، یہ سبب دو قسم کا ہوتا ہے، ایک محظور جیسے نشہ آور شے پی کر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب کرنا۔ یہ صورت قابل گرفت ہوتی ہے، دوسرا مباح جیسے شکار کے قصد سے گولی چھوڑی مگر کسی اور کو جا لگی، اس میں گرفت نہیں ہے۔ علامہ اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس کی متعدد قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ ایسے کام کا ارادہ کرے جس کا قصد مناسب بھی نہ تھا۔ یہ خطا تام ہے۔ یہ قابلِ مواخذہ ہے۔

دوم یہ کہ قصد کچھ اور ہو مگر ہو دوسرا جائے۔ یہ باب افعال سے آتا ہے یہ قابلِ مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ غیر مستحسن کام کا قصد کرے مگر فعل مستحسن سرزد ہو جائے یہ باعث ستائش نہیں ہوگا (مفردات راغب)

میر سید شریف جرجانی فرماتے ہیں یہ وہ فعل ہے جو قصد کے بغیر ہو، یہ حق اللہ کے سقوط کی صلاحیت رکھتا ہے بشرطیکہ اجتہاداً ایسا ہو اور عقوبت شرعی میں شبہ کا باعث بن جاتا ہے۔

اس لئے ایسا انسان مجرم نہیں ہوتا اور نہ ہی حد اور قصاص اس پر جاری ہوتا ہے لیکن یہ عذر حق العباد کے سقوط کا موجب نہیں ہوتا اس لئے ضمان وغیرہ لازم ہو جاتی ہے۔

هو ما ليس للانسان فيه قصد وهو عذر صالح لسقوط حق الله تعالىٰ اذا فصل عن اجتهاد ويصير شبهة فى العقوبة حتّيى لا يوثم الخاطى ولا حد ولا قصاص ۔ ولم يجعل عذرا فى حق العباد حتى وجب عليه ضمان العدوان (التعريفات ص٦٨)

ہمارے نزدیک یہ تعریف بہت جامع ہے۔

ذنوب:

ذنب ہر اس فعل کو کہتے ہیں، جس کا انجام برا ہو۔ (مفردات)

عیوب کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے (فی اللغۃ الذنوب، العیوب۔ العرف الشذی)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں جب یہ مطلق بولا جائے تو اس سے ہر واجب کا ترک اور ہر حرام کا ارتکاب مراد ہوتا ہے۔

و كذلك لفظ الذنوب اذا اطلق دخل فيه ترك كل واجب وفعل كل حرام (اقتضاء الصراط المستقيم)

میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ہر وہ فعل ہے جو خدا سے روکے:

ما يحجبك عن الله (التعريفات ص ٧٣)

اَللّمَم۔ گناہ کا ارادہ کرنا مگر مرتکب نہ ہونا۔ لَمَم ہے۔ (مفردات)

عریاں بے حیائی سے کم درجہ کے صغیرہ گناہ: اللمم ما دون الفاحشة من صغار الذنوب (المغرب ص ١٧٢)

اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ گناہ کے بعد یوں پچھتانا کہ پھر اسے نہ کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعنی انه لم یلم به مرة او مرتین فیتوب عن قریب فلا یجعلها عادة(کمالین ص۴۳۷)

قال ابن عباس هو الرجل یلم بالفاحشة ثم یتوب ۔ ۔ ۔ ۔ وقال ابو هریرة اللمة من الزنا ثم یتوب ولا یعود الخ (ابن کثیر ص۴/۲۵۶) ای ما یاتی به المومن ویندم فی الحال وهو من اللمم (کبیر)

اثم۔وہ فعل جو کارِ ثواب سے پیچھے رکھے (مفردات) جس سے شرعاًاور طبعاً پرہیز کرنا ضروری ہو۔

ما یجب التحرز منه شرعا وطبعا (التعریفات ص۴)

اور جب مطلق مستعمل ہو تو اس وقت ہر گناہ کو اثم کہتے ہیں۔ کذلك لفظ الاثم اذا اطلق دخل فیه کل ذنب (اقتضاء الصراط المستقیم ابن تیمیه(ص۶۶)

تکفیر اہلِ قبلہ:

مزرائی کا استدلال غلط ہے، حدیث میں 'مسلمانی' کی کچھ ظاہری علامات کا ذکر کیا گیا ہے کہ: اب سمجھ لو کہ ضروریاتِ دین کا وہ قائل ہو گا، اگر داخلی یا خارجی دلائل سے واضح ہو جائے کہ وہ شخص ضروریات دین کا منکر ہے تو وہ لاکھ نمازیں پڑھے، یہاں نہیں کعبہ میں جا کر پڑھے صرف ہمارا ذبیحہ نہیں ہمارا پکا بھی کھائے تو وہ پھر بھی کافر ہی رہے گا۔ کیونکہ وہاں روح غائب ہے۔

عقائد کی جن کتابوں میں اِس موضوع سے بحث کی گئی ہے اس میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ بنیاد اس کی پختہ ہو۔ پھر ان کی تکفیر مناسب نہیں۔ شرح مقاصد میں ہے۔

وهم الذین اعتقدوا بقلبهم دین الاسلام اعتقادا جازماً خالیا عن الشکوك ونطلقوا بالشهادتین فان من اقتصر علی احدهما لم یکن من اهل القبلة (شرح مقاصد)

شرح عقائد کی شرح خیالی میں ہے کہ اس سے مراد اجتہادی مسائل میں عدم تکفیر ہے لیکن جو ضروریاتِ دین کا منکر ہو اس کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں۔

معنی هذه القاعدة انه لا یکفر فی المسائل الاجتهادیة، اذ لا نزاع فی تکفیر من انکر شیئاً من ضروریات الدین (حاشیه خیالی ص۱۴۹)

استفتاء نمبر ۲

الجواب والله اعلم بالصواب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا. ہیر رانجھا:

ان مسائل کا تعلق دراصل تاریخ سے ہے اس لئے مناسب تھا کہ اس کے لئے کسی مؤرخ کی طرف رجوع کیا جاتا، ہم نے بھی اگر کبھی کبھار اس سانحہ کا مطالعہ کیا بھی ہے تو ایک تاریخی واقعہ کے طور پر کیا۔ بطور قصے کے نہیں۔

سب سے پہلے اِسے نواب احمد یار خاں نے شاہجہان کے عہد میں فارسی میں منظوم کیا، جس کا نام 'مثنوی یکتا تھا' پھر صوبھے خاں اور میرن شاہ نے اس قصہ کو ملتانی زبان میں پیش کیا لیکن پنجابی میں وارث شاہ نے جو ہیر پیش کی، وہ سب سے زیادہ مقبول رہی مگر واقعہ غلط ہے۔

ضلع جھنگ میں ہیر کا خاندان موجود ہے، حکومت کے ریکارڈ میں ان کا شجرۂ نسب ملتا ہے۔ اور مراضعات کے واجب العرض میں بھی ہیر کا واقعہ درج ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے تقریباً ساڑھے پانچ سو برس پہلے جھنگ میں سیال قوم برسر اقتدار تھی۔ چوچک نامی رئیس کے گھر ایک بچی پیدا ہوئی جس کو ہیر کہتے ہیں، وہ جوانی میں ہی علوم مروجہ سے فارغ ہو چکی تھی اور اس قوم میں یہ سب سے پہلی خاتون ہے جو مسلمان ہوئی تھی، یہ بڑی زاہدہ خاتون تھی، چنانچہ سیال کا پورا خاندان بھی اس کی تبلیغ سے ہی مسلمان ہوا، نواب بہلول کو اس سے بڑی عقیدت تھی۔

رانجھا ایک قوم کا نام ہے اور اسی نام پر ایک شخص کا بھی نام پڑ گیا، وہ ہیر کے عقیدت مندوں میں سے تھا اور صالح انسان تھا، بہر حال تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ ہیر رانجھا کا جو قصہ مشہور ہے، وہ دراصل وارث شاہ کی اپنی آپ بیتی ہے، وہ بھاگ بھری پر عاشق تھا، لیکن اس نے یہ زیادتی کی کہ ناحق اپنی بات ہیر اور رانجھا کے روپ میں پیش کر ڈالی۔ حالانکہ جھنگ میں قوم سیال کی تاریخ اور ہیر کے علم و اسلام کی داستان درج ہے۔ مگر لوگ اسے دیکھتے نہیں ہیر وارث شاہ کو پڑھ کر ان کو ناحق متہم کرتے ہیں۔ میں نے بہر حال اس پر کوئی زیادہ ریسرچ نہیں کی، یہ ایک آدھ مقالہ کا حاصل ہے جو ۱۹۴۷ء میں کہیں پڑھا تھا۔ اس دن سے ان کے بارے میں ذہن کچھ صاف سا ہے۔ بہر حال بدگمانی سے یہ حسنِ ظن بہتر تصور کرتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

ہابیل اور قابیل:

کا جو قصہ مشہور ہے، اس میں قرآن حکیم نے قابیل کے حسد اور ہابیل کی اسلام پسندی کی تفصیل پیش کی ہے، باقی رہا یہ معاملہ کہ اس میں حسین لڑکی سے قابیل کی دلچسپی کا ذکر ہے تو احادیثِ مرفوعہ میں اس کا کچھ ثبوت نہیں ملتا۔ بعض صحابہ سے ایسی روایات مروی ہیں جو ہو سکتا ہے کہ وہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہوں، کیونکہ اس کا ان کے ہاں رواج تھا۔ اس کے علاوہ اس کے برعکس بھی ان میں کچھ اور امور کا ذکر ملتا ہے۔ ابن کثیر کا رجحان بھی اسی طرح ہے کہ لڑکی کے نکاح والا واقعہ تسلی بخش نہیں ہے۔ ہو بھی تو اسے معاشقہ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ معاشقہ جانبین کے جنون کا نام ہے جس کا بہر حال لڑکی کے سلسلے میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ قابیل کے سلسلے میں بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ اسے اس سے دلچسپی تھی اور بس۔ ہمارا رجحان اس طرف ہے، کہ یہاں لڑکی کے نکاح کی بات نہیں تھی، بلکہ ہابیل کی نیک شہرت اس کے لئے فتنہ بنی، وہ سمجھا کہ، خدا بھی اس کی قربانی قبول کرتا ہے اور لوگ بھی سارے اسے ہی اچھا کہتے ہیں تو اس کا قصہ ہی کیوں نہ پاک کر دیا جائے۔ بانس رہے نہ بانسری۔ واللہ اعلم۔

استفتاء نمبر ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرخ مقرر کرنا۔ خلق آدم علی صورتہ۔ اس امید پر بیع کرنا کہ بازار سے لا کر دوں گا۔

ایک تازہ استفتاء آیا ہے کہ:

۱. حکومت جو نرخ مقرر کرتی ہے، کیا وہ شرعاً جائز ہے؟

۲. سنا ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

۳. اس امید پر بیع (سودا) کرنا کہ بازار سے لا کر دوں گا، کیسا ہے؟ (ملخصاً)

الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

نرخ:

یہ جائز نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک عہد میں گرانی ہوئی تو صحابہ نے کہا کہ کاش آپ کنٹرول ریٹ مقرر کر دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا کام، وہی "مسعّر" ہے۔ کہیں خدا قیامت میں مجھ سے باز پرس نہ کریں۔

غلا السعر علی عهد رسول الله ﷺ فقالوا یا رسول الله: لو سَعَّرْتَ فقال ان الله هو القابض الباسط الرزاق المُسَعِّرُ و انی لا رجو ان القی الله عزوجل ولا یطلبنی احد بمظلمة ظلمتها ایاه فی دم او مال (ترمذی وغیرہ عن انس وصححه الترمذی)

حضور کا اس سے گھبرانا بلا وجہ نہیں تھا، ایک تو حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ جانبین کی رضا مندی ضروری ہے۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (پ۵۔ النساء۔ ع۵)

جبر 'تراضی' کی روح کے خلاف ہے۔

دوسرا یہ کہ نرخ مقرر کرنے پر اشیاء میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ تیسرا یہ کہ مارکیٹ میں اشیاء غائب ہو جاتی ہیں۔ چوتھا یہ کہ: کنٹرول ریٹ مزید گرانی کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ چوری چھپے منہ مانگے دام وصول کرتے ہیں، پانچواں یہ کہ ہو سکتا ہے کہ فی الواقع بائع کو نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہو، اور یہ بجائے خود ظلم ہے۔ بعض حالات میں بعض ائمہ نے اس کی اجازت دی ہے مگر یہ بات حدیث کے خلاف ہے۔

۲. خدا کی شکل پر انسان:

یہ دراصل حدیث ان الله خلق ادم علی صورته (مسلم) کا مضمون ہے ہم نے اپنی تفسیر "التفسیر والتعبیر" (بقرہ ع۴) میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

صورتہ، اصل میں اضافت تشریفی ہے، جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ۔ اس سے کسی کی تکریم مقصود ہوتی ہے، بہر حال ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ: صورت کے معنی صفت کے بھی ہوتے ہیں، اس کے معنی صرف ہاتھ پاؤں اور منہ یا ناک نہیں ہوتے، چونکہ بہت سی باتوں میں بظاہر صفاتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے، جیسے آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ، اس لئے کہا گیا ہے کہ "بصورت حق" پیدا کیا گیا ہے۔ گو ان صفات میں اشتراک رسمی ہے، حقیقت میں مماثلت نہیں ہے تاہم شرف ومزیت کے لئے اتنی سی بات بھی انسان کا مرتبہ دوبالا کر گئی ہے۔

۳. بازار سے لا کر دوں گا:

حدیث میں یہ بھی ممنوع ہے۔ قال حكيم بن حزام: قلت يا رسول الله! يأتيني الرجل فيسألني عن البيع ليس عندي ما ابيعه ثم ابتاعه من السوق ۔ فقال لا تبع ما ليس عندك (ابو داؤد و ترمذی وصححہ) یعنی میں نے عرض کی: حضور! میرے پاس ایک صاحب ایسی چیز کا گاہک آتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، پھر اسے بازار سے خرید کر دیتا ہوں (کیا جائز ہے؟) فرمایا جو شے آپ کے پاس نہیں اس کا سودا نہ کیجئے! اس کے جو مفاسد ہیں وہ بالکل ظاہر ہیں مگر آج کل یہ کاروبار بھی عام۔ بلکہ زبانی کلامی سودا اور سودا گھر بیٹھے ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض حضرات اس کے لئے بھی کوئی وجہ جواز ڈھونڈ لائیں۔ لیکن یہ تکلف ہو گا اور غلط کاروں کو سہارے مہیا کرنے والی بات۔ ہاں بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحفیظ منیر بھٹوی آزاد پیر جھنڈا سندھ
ترمیم واضافہ: ادارہ

قسط(۱)

عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

قرآنِ کریم وہ ابدی ہدایت ہے جو انسان کو بامقصد زندگی گزارنے کا شعور اور زندگی کے تمام شعبوں کے لئے مکمل رہنمائی دیتی ہے۔ اس کا بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پوری نوعِ انسانی کے لئے مکمل اور آخری ضابطۂ حیات بنا کر تا قیامت اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اُٹھایا ہے۔ اس سے قبل آسمانی ہدایات جس طرح زمان و مکان کی قیود سے محدود ہوتی تھیں اسی طرح ان کی حفاظت بھی مخصوص اشخاص کے سپرد ہوتی تھی جیسا کہ ''بما استحفظوا من کتاب اللہ'' سے واضح ہے۔ لیکن یہ ''مخصوص اشخاص''، اس ذمہ داری سے کما حقہ عہدہ برآ نہ ہو سکے بلکہ انہوں نے خواہشاتِ نفسانی کو آسمانی ہدایات میں داخل کر کے ان کو بھی احکامِ خداوندی کا نام دے دیا۔ قرآن کریم نے ان کے اِس کردار ناہنجار کو ان الفاظ میں بیان کیا۔ ''یحرفون الکلم عن مواضعہ۔'' ''یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔''

قرآن مجید چونکہ ''ھدی للعٰلمین'' ہے بنابریں زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہو کر اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا گیا کہ جس میں انسانی دخل اندازی کا بالکل کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے۔

''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔'' یعنی ہم نے یہ قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' دوسرے مقام پر فرمایا:

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ط تنزیل من حکیم حمیدٍ۔

چونکہ قرآن وانا و بینا کی طرف سے نازل شدہ ہے اس لئے اس میں جھوٹ اور خواہشاتِ نفسانیہ کسی طرف سے داخل نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید صرف خود ہی محفوظ نہیں بلکہ سابقہ سچی تعلیمات کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور ان کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

''وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنًا علیہ۔''

ہم نے آپ کی طرف ایسی برحق کتاب اتاری ہے جو سابقہ کتابوں کے لئے تصدیق کنندہ اور ''مہیمن'' کی حیثیت رکھتی ہے۔

عربی زبان میں ''مہیمن'' کا لفظ محافظ و نگران اور امین و شاہد کے معنوں میں مستعمل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نہ صرف خود ہی انسانی دخل اندازی سے محفوظ ہے بلکہ سابقہ ضروری تعلیمات بھی اس نے اپنے اندر محفوظ کر لی ہیں اور نگران کی حیثیت سے اس بات کی نشاندہی بھی کی ہے کہ ان 'احبار و رہبان'' نے کہاں فکر و عمل کے مسائل میں تحریف سے کام لیا۔ بھلا جو کتاب خود تحریف و تبدیل سے محفوظ نہ ہو وہ دوسری کتابوں کی تعلیمات کی حفاظت کا دعویٰ کیونکر کر سکتی ہے؟

قرآن کریم کی اس عظمت و حفاظت کا اعتراف غیروں کو بھی ہے چنانچہ ''سر ولیم میور'' اپنی تصنیف ''لائف آف محمد'' میں لکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

"دنیا میں آسمان کے نیچے قرآن کے علاوہ اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں جس کا متن ابتدا سے لے کے اس وقت تک تحریف سے پاک ہو۔"

اس کے علاوہ "دان کریم" نامی ایک مشہور جرمن مستشرق کہتا ہے۔

"ہم قرآن کو بالکل اسی طرح محمد کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجموعہ یقین کرتے ہیں جس طرح مسلمان اسے خدا کا کلام یعنی اس کے غیر محرف ہونے کا یقین کامل ہے۔"

قرآنی حفاظت کے ان دلائل و اعترافات کے باوجود ہمارے معاشرے کا ایک گروہ اس بات پر تلا ہوا ہے کہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو محسنِ انسانیت ﷺ پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں بہت کانٹ چھانٹ اور تبدیلی کی گئی ہے اور بیشتر وہ حصہ جس میں اہل بیت کے مناقب اور حضرت علیؓ کے "خلیفہ بلا فصل" ہونے کا ذکر تھا اس کو دانستہ حذف کر دیا گیا ہے۔ قرآن کے متعلق ایسے پروپیگنڈے ان کی معتمد کتابوں میں موجود ہیں بلکہ اور انہوں نے اپنی کتابوں میں "قرآن میں کمی و بیشی کے متعلق" باب باندھے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"باب فیه نکت ونتف من التنزیل فی الولایة" اصول کافی ص۲۶۱

یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ (حضرت علی کی) امامت کی آیات قرآن سے نکال دی گئی ہیں۔" اس کے بعد متعدد روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں آیات قرآن سے خارج کر دی گئیں۔

وزادوا فیه ما ظهر تناکره وتنافره احتجاج (ص۱۳۵)

یعنی انہوں (یعنی صحابہ کرام) نے قرآن میں ایسی آیتوں کا اضافہ کر دیا جو قابلِ نفرت اور خلافِ فصاحت ہیں۔

"اما اعتقاد مشائخنا فی ذلك فی الظاهر من ثقة الاسلام من یعقوب الکلینی انه یعتقد التحریف والنقصان" تفسیر صافی۔

یعنی تحریفِ قرآن کے بارے میں ہمارے مشائخ کا وہی عقیدہ ہے جو امام کلینی کے کلام سے ظاہر ہے وہ اس قرآن میں تحریف اور کمی ہو جانے کے قائل تھے۔

ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه تفسیر صافی۔

"یعنی اس بات میں جھوٹ کی ذرا بھر بھی ملاوٹ نہیں کہ موجود قرآن پورا نہیں ہے۔"

"دعویٰ ایں کہ قرآن ہمیں است کہ در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست" صافی ترجمہ کافی۔

یعنی یہ دعویٰ کہ قرآن اسی قدر ہے جو مصاحف مشہورہ میں موجود ہے "محلِ نظر" ہے۔ طوالت کے پیشِ نظر ہم انہیں حوالجات پر اکتفا کرتے ہیں وگرنہ بقول سعدی مجالِ سخن تنگ نیست، اگر ان تمام "افکار پریشاں" کو تسلیم کر لیا جائے تو کائنات کی عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اتنی قدرت بھی نہ تھی کہ اپنی کتاب کی حفاظت کر سکتا اندریں حالات نظام کائنات کس طرح سنبھال سکتا ہے؟ بھلا وہ شمع کس طرح بجھ سکتی ہے جس کو خدا نے خود فروزاں کیا ہو اور اس کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لی ہو۔ قرآنی تحریف کا عقیدہ رکھنا صرف حماقت ہی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ شقاوت بھی ہے۔ لفظ "قرآن" ہی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ کتاب بلا کم و کاست ہم تک اس طرح پہنچی ہے جس طرح حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی کیونکہ قرآن کہتے ہیں جس کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔ دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی ایسی کتاب نہیں جس کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے۔ بھلا جس کتاب کی اتنی تلاوت کی جاتی ہو کہ "قرآن" اس کا نام بن جائے یعنی اس کا یہ وصف ہی اس کا عَلَم قرار پائے اس میں تحریف کس طرح سے داخل ہو گی۔

مجموعۂ احادیث میں بے شمار ایسے دلائل ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے عہد زریں میں ہی بے شمار صحابہؓ کرام نے قرآن مجید کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا۔ اس مجلس میں ہم چاہتے ہیں کہ ان کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے لیکن اس سے قبل ایک مشہور حدیث جو بعض دفعہ غلط فہمی کا باعث بنتی ہے پیش کر کے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی توجیہ عرض کر دی جائے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی میں کن کن لوگوں نے قرآن مقدس کو "جمع" کیا تھا؟ اور وہ تمام کے تمام انصار سے متعلق تھے۔ یعنی حضرت ابن بی کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت انسؓ کے الفاظ یہ ہیں۔ "اربعةٌ کُلّھم من الانصار ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و ابو زید۔"

یعنی چار کے علاوہ اور کوئی بھی "جامع القرآن" نہ تھا ابو الدرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضوان اللہ اجمعین۔ اس مقام پر ایک اشکال ہے کہ حضرت انسؓ چار اشخاص کی تعیین "کلمہ حصر" سے کرتے ہیں یعنی صرف یہی چار حافظ تھے؟ یہ بات خلاف عقل و نقل ہے۔

بنابریں محدثین کرام نے حدیثِ انس کے کئی ایک جواب دیئے ہیں۔ مثلاً حضرت مارزی فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کا یہ قول یعنی "تعیین بکلمۂ حصر" قابلِ حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہوں نے تو اپنے علم کا اظہار کیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ صرف چار صحابہ نے قرآن مجید جمع کیا ہو اور باقی حضرات اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہے ہوں حالانکہ دور دراز سے لوگ قرآنی تعلیم حاصل کرنے کی خاطر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اگر حصر تسلیم کر لیں تو یہ بات کہاں تک درست ہو گی کہ قرآن مجید ہمارے پاس تواتراً پہنچا ہے۔"

ہم بھی الاتقان للسیوطی اور البرہان للزرکشی سے چند توجیہات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

۱. متن میں دو وجہ سے اضطراب ہے۔ (۱) عیین اشخاص۔ حضرت ثابت کی روایت میں حضرت ابو الدرداء کا ذکر ہے جبکہ روایت قتادہ میں ان کی بجائے حضرت ابی بن کعب کا تذکرہ ہے۔

۲. تعداد اشخاص۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "حافظِ قرآن" صرف چار تھے حالانکہ دوسری روایات میں کمی بیشی کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں حدیث انس کی بعض روایات میں "بیان حصر" نہیں جیسا کہ قتادہ کی روایت میں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "کلمہ حصر" سہو راوی یا "نسخ کاتب" ہے۔

۳. یہ مرفع حدیث نہیں بلکہ حضرت انس کا بیان ہے جو انہوں نے اپنے علم کے مطابق کیا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اور حافظِ قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھے۔ عین ممکن ہے کہ حضرت انس کو صرف انہی حضرات کا علم ہو۔

۴. ان حضرات نے جن کا تذکرہ حدیث انس میں ہے منسوخ اور غیر منسوخ تمام قرآنی آیات کو لوحِ قلب پر رقم کیا تھا چونکہ لفظاً و معناً منسوخ آیات بھی کسی وقت قرآن کا حصہ تھیں بنابریں ''جمعو القرآن'' کی نسبت خصوصیت کے ساتھ ان کی طرف کی گئی جب کہ دیگر صحابہ کرامؓ نے حکماً و تلاوتاً منسوخ آیات کو ''ترک متروک'' کر دیا تھا۔

۵. ان سے مراد وہ حضرات ہیں جنہوں نے ''انزل القراٰن علی سبعة احرف'' کے مصداق تمام وجوہ قرات کے ساتھ قرآن محفوظ کیا تھا ہو سکتا ہے کہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ نے ''بالاستیعاب سبعة احرف'' کو یاد نہ کیا ہو۔

۶. صرف انہوں نے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست بلاواسطہ قرآن یاد کیا تھا عین ممکن ہے کہ باقی حضرات نے آپ کی وفات کے بعد بالواسطہ قرآن یاد کیا ہو اس صورت میں ''جمعوا القران من فی رسول الله ﷺ'' محذوف ماننا پڑے گا۔

۷. یہ حضرات قرآن یاد کرنے کے بعد تعلیم و تعلّم میں مشغول ہو گئے جس کی وجہ سے ان کا نام مشہور ہو گیا اور باقی صحابہ کے حالات مخفی رہے اور بقاعدہ ''المشہور المذکور'' کے تحت ان کا ذکر احادیث میں آ گیا یا انہوں نے خود اظہار کیا ہو گا کہ ہم حافظِ قرآن ہیں جب کہ دوسروں نے اپنے ''حفظِ قرآن'' کے متعلق کسی کو خبر نہ دی بنابریں ان کا تذکرہ نہ ہوا۔

۸. حدیث میں ''جمعوا'' سے مراد حفظ نہیں بلکہ ''اطاعت شعاری'' ہے جیسا کہ حضرت ابو الدرداء کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے بیٹے کے متعلق خبر دی کہ اس نے قرآن جمع کر لیا ہے۔ حضرت ابو الدرداء نے اس کے لئے عا کی اور فرمایا کہ انما جمع القراٰن من له سمع وطاعة یعنی جمع قرآن عبارت ہے فرمانبرداری اور اطاعت شعاری سے۔''

لیکن یہ تمام احتمالات میں ہمارے نزدیک یہ ''وجہ وجیہہ'' ہے جو امام المحدثین حافظ ابنِ حجرؒ نے بیان کی ہے۔ یعنی حضرت انس نے یہ بات اوس اور خزرج کے درمیان مفاخرہ کے وقت کہی تھی جس کی تفصیل یہ ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج کے مابین ایک دفعہ فخر و مباہات کا ذکر ہوا تو قبیلہ اوس کے اشخاص کہنے لگے کہ ہم میں چار عظیم القدر اور جلیل المرتبت ہستیاں ہیں ایک حضرت سعد بن معاذ جن کی موت کے وقت عرش بھی کانپ اُٹھا تھا۔ دوسرے حضرت خزیمہ بن ابی ثابت جن کی گواہی کو دو آدمیوں کے برابر ٹھہرایا گیا تھا۔ تیسرے حنظلہ بن ابی عامر ہیں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ چوتھے حضرت عاصم بن ثابت جن کی نعش مبارک کی بھڑوں نے حفاظت کی تھی اس پر خزرج قبیلہ والے بولے کہ منا اربعة جمعوا القران لم یجمعه غیرهم یعنی ہم میں چار حافظِ قرآن ہیں۔ اس کے بعد ان کے نام ذکر کیے۔ ابن جریر بحوالہ اتقان ص ۷۱، ج ۱ عین ممکن ہے کہ قبیلہ انصار میں صرف اس وقت چار حافظ ہوں۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال۔

صحابہ میں کثرتِ حفاظ کے ثبوت کے لئے کئی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جماعت کرانا اس بات پر دلالت کناں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حافظ قرآن تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ یؤم القوم اقرأکم لکتاب الله یعنی جماعت کرانے کے لئے وہی لائق ہے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو اس کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خود آنحضرت ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز جنگِ یمامہ میں ستر کے قریب ایسے صحابہ شہید ہوئے تھے جو تمام کے تمام "قراء" تھے۔

اسی طرح بئر معونہ میں ستّر ایسے صحابہ نے جام شہادت نوش کیا تھا جن کو "قراء" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ شہداء یمامہ کی وجہ سے حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر زور دیا تھا کہ قرآن مقدس کو ایک مقام پر جمع کر دیا جائے مبادا شہداء کی وجہ سے قرآن ضائع ہو جائے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں حفاظ کرام کی کثرت تھی۔ ہماری خواہش ہے کہ ان "نفوس قدسیہ" کے مختصر حالات صفحہ قرطاس پر رقم کر دیں جنہوں نے قرآن جیسی عظیم نعمت کو اپنے سینوں میں سمیٹ لیا تھا تاکہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ قرآن نعوذ باللہ محرف ہے یا اس سے بعض اجزا عمداً حذف کر دیئے گئے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

۱. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

نسب: خلیفۃ الرسول ابو بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان ابو قحافہ بن عامر بن کعب القرشی التمیمی۔

آپ عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر ہی آپ پر ایمان لائے۔ آپ کو حضور سے حد درجہ محبت تھی اور حضور ﷺ کو بھی آپ سے کوئی کم الفت نہ تھی حتیٰ کہ حضور نے فرمایا لو کنت متخذاً خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا۔ یعنی اگر دنیا میں کوئی خلیل بنایا جا سکتا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سوا اور کوئی ہستی اس خلت کے لائق نہ ہوتی۔ "خلّت" محبت کے درجات میں ایک ایسا درجہ ہے کہ یہاں پہنچ کر دل ماسوا "خلیل" کے اوروں سے خالی ہو جاتا ہے کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ "لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔" آپ کے مناقب مشہور و معروف ہیں ان کی وضاحت کی حاجت نہیں۔ آپ ۱۳ھ میں تریسٹھ برس کی عمر میں اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ الاصابہ ص ۳۳۳، ج ۲۔ اسد الغابہ ص ۲۰۵، ج ۲۔

آپ نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر مسجد بنائی ہوئی تھی جس میں آپ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ ان ابا بکر کان یحفظ القران فی حیاۃ رسول اللہ ﷺ یعنی آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید حفظ کیا کرتے تھے اور ابو عبید نے اپنی کتاب القرآت القراء النبی ﷺ میں آپ کو "حافظِ قرآن" لکھا ہے۔ الاتقان ص ۷۴، ج ۱

ابو الحسن علی اشعری نے بھی آپ کو حافظِ قرآن ثابت کیا ہے۔ طبقات القراء، جزری ص ۴۳۱، ج ۱ "آپ حافظِ قرآن تھے" تہذیب الاسماء واللغات للنووی ص ۱۹۱، ج ۱۔

۲. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

نسب: امیر المومنین ابو حفص عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح القرشی العدوی۔ آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ دراز قد، سڈول جسم اور سفید رنگ کے خوبصورت نوجوان تھے۔ حضور ﷺ کی دُعا سے مسلمان ہوئے۔ آپ اسلام کے دشمنوں پر بہت سخت تھے۔ قرآن مجید میں تقریباً اٹھارہ آیتیں آپ کی موافقت میں اتریں۔ آپ حضرت ابو بکرؓ کے بعد خلیفہ بنے۔ آپ کا دورِ خلافت دنیا کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین دور تھا۔ آپ کے زمانے میں اسلام کو ہر طرح سے تقویت ملی۔ آپ آخر ذی الحجہ ۲۳ھ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ بد بخت ابولولو مجوسی نے آپ کو خنجر سے زخمی کر دیا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ الاصابہ ص ۵۱۱، ج ۲، اسد الغابہ، ص ۵۲، ج ۴، استیعاب مع الاصابہ ص ۴۵، ج ۲

آپ کے متعلق سیوطی نے الاتقان ص ۴۷، ج ۱ میں ابو عبید کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ حافظِ قرآن تھے۔ طبقات القراء، جزری ص ۵۹۱، ج ۱ میں ہے کہ آپ حافظِ قرآن تھے۔

۳. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

آپ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ بہت بڑے مالدار تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے اور اپنا اکثر مال خدمتِ دین کے لئے وقت کر دیا۔ آپ کے گھر میں یکے بعد دیگرے رسولِ خدا ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں۔ اس وجہ سے آپ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بعد شوریٰ کے مشورہ سے امیر المومنین منتخب ہوئے۔ آپ کے زمانے میں بہت سی فتوحات ہوئیں لیکن بعد میں اختلافات کی وجہ سے فتوحات رک گئیں اور ۳۵ھ میں بلوائیوں کی بد بختی بر آئی انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ عنہ۔ الاصابہ ص ۴۵۵ ج ۳ اسد الغابہ ص ۳۷۶، ج ۳۔

قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے (یعنی ایک قرأت میں اختلاف کی بناء پر) ابو عبید نے آپ کو اپنی کتاب القرآت القراء النبی ﷺ میں حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ الاتقان ص ۷۴، ج ۱۔ ذہبی نے آپ کو حافظ لکھا ہے۔ معرفۃ القراء الکبار ص ۲۹، ج۔ جزری نے یہ الفاظ تحریر کیے ہیں۔ حفظ علی شهد رسول الله ﷺ وعرض عليه انتهٰى۔ یعنی آپ نے قرآن مجید ازبر کر کے حضور ﷺ کو سنایا۔ طبقات القراء، جزری ص ۵۰۷، ج ۱۔ امام ابن جوزیؒ نے بھی آپ کو حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ تلقی فہوم اہل الاثر ص ۲۲۵۔

۴. حضرت علی رضی اللہ عنہ:

نسب: امیر المومنین ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی ہاشمی معرفۃ القراء الکبار ذہبی ص ۳۰، ج ۱۔

آپ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور تقریباً دس سال کی عمر میں اسلام لا کر بچوں میں سبقت لے گئے۔ یعنی بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مشرف باسلام ہوئے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے جنگِ تبوک کے موقع پر فرمایا تھا (جب آپ نے حضرت علی کو مدینہ چھوڑنا چاہا اور حضرت علی نے یہ کہا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں) الا ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسىٰ ولكن لا نبى بعدى ۔ یعنی اے علی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تجھے وہ مقام ملے جو موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے پر حضرت ہارون کو ملا تھا۔ آپ جنگ تبوک کے علاوہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ خیبر کے فاتح بھی آپ ہی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے بیعت خلافت لی۔ آپ کے زمانے میں فتوحات نہ ہو سکیں کیونکہ آپ کی مدتِ خلافت آپس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جنگ وجدال میں ہی کٹ گئی۔ آپ رمضان کی ۱۷ کو صبح کی نماز کے لئے نکلے ہی تھے کہ عبدالرحمٰن ابنِ ملجم نے آپ کو زخمی کر دیا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ یہ واقعہ دل سوز ۴۰ھ میں پیش آیا۔ الاصابہ ص ۵۰۱، ج ۲۔

الاتقان والے نے ابوعبید کے حوالے سے آپ کو حافظ شمار کیا ہے۔ الاتقان ص ۷۴، ج ۱

ذہبی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ عن عاصم بن ابی النجود عن ابی عبد الرحمٰن الاسلمی قال ما رأت احد اکان اقراء من علی رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی حافظ قرآن تھے اور بکثرت تلاوت کیا کرتے تھے۔ معرفۃ القراء الکبار المذہبی ص ۳۲، ج ۱۔

امام جزریؒ نے بھی آپ کو حفاظ سے شمار کیا ہے۔ طبقات القراء، جزری ص ۴۳۲، ج ۱

اب تو کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضرت علی حافظ تھے۔ اب اتنے دلائل وشواہد کے ہوتے ہوئے آپ کی زندگی میں کس کو جرأت ہو سکتی ہے کہ قرآن میں ردوبدل کی جرأت کرے۔ بیشک یہ بات کہ "کلام اللہ محرف ہے" بعید از عقل ہی نہیں بلکہ حماقت کے ساتھ باعثِ شقاوت بھی ہے کیونکہ صحابہ کرام کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ آپ خائن تھے تمام محدثین کے اس قول کی تردید کے مترادف ہے۔ الصحابۃ کلھم عدول بقول شما قرآن محرف ہے۔ یہ اس طرح بھی ناممکن ہے کہ حضرت علیؓ کی زندگی میں آپ کے سامنے یہ کام ہوا اور آپ خاموش بیٹھے ہیں یہ بات تو تب ہی ہو سکتی ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ معاذ اللہ بزدل تھے یا آپ کو قرآن سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پہلی بات، تو اس کی گواہی کے لئے تاریخ عالم بھری پڑی ہے جو کہ ببانگ دُہل اعلان کر رہی ہے آپ اسد اللہ تھے۔ دوسری بات کہنے سے پہلے اپنے ایمان کی دیکھ بھال ضروری ہے۔ اب بظاہر تو کوئی بات نہیں آتی جس سے ہم یہ تسلیم کر لیں کہ آپ کی زندگی میں قرآن کی تحریف ممکن ہو۔ اب جب ان کو کوئی راہ نہیں ملتی تو یہ آڑ لیتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کیا لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ تقیہ کس چیز کا نام ہے تو کوئی بھی مسلمان حضرت علی کے بارے میں یہ کلمات نہیں کہہ سکتا کیونکہ تقیہ عبارت ہے منافقت سے۔ دل میں اور زبان سے کچھ اور ظاہر کرنے کا نام "تقیہ" ہے۔ ایسے دورنگے شخص کی سزا جہنم کا سب سے آخری حصہ قرار پایا ہے۔ اب حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرنے والو کیا حضرت علی کو اب بھی تقیہ کرنے والا کہتے ہو۔ اگر اب بھی تمہاری یہی حالت ہے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے ؎ دلوں میں کفر رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے۔

بفرض محال آپ کی یہ بات مان لی جائے کہ حضرت علی نے اس طرح خاموشی اختیار کی کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ واختلاف نہ ہو جائے یہ "عذرِ لنگ" بھی ناقابلِ قبول ہے کیونکہ ہر طرح کے جھگڑے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوئے۔ قرآن کے بارے میں ہی امت کی تفریق ہونا تھی جب کہ اس کی تصحیح تو بہت آسان تھی۔ کیونکہ جس طرح حضرت عثمان نے تمام قرأتوں کو ختم کر کے تمام امت کو ایک قرأت میں قرآنِ مجید پڑھنے کا حکم دیا تھا آپ بھی قرآن کو درست کر کے بزور طاقت حکم دے سکتے تھے کیونکہ انہوں نے حضور کے اس فرمان کو تو سنا ہی ہو گا بلغوا عنی ولو اٰیۃ اس کے باوجود حضرت علی سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس کچھ ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں دیّات کے احکام کے علاوہ کچھ نہیں ہے یعنی کوئی بات جو کہ باقی صحابہ کو یاد نہ ہو میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے اب جبکہ حضرت علیؓ نے خود فرما دیا کہ میرے ہاں کوئی زائد بات نہیں ہے تو وہ دس پارے جو کہ حضرت علی (بقولِ شما) کے بارے میں ہی اترے تھے وہ کہاں غائب ہو گئے۔ کیا حضرت علی نے جھوٹ بولا؟ یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

واقعی ان دس پاروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے جن کا آپ کو علم ہے۔ اور حضرت علی اس سے بہرہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے جب یہ بات کہی جاتی ہے تو عقل ان سے کوسوں دور بھاگ جاتی ہے کیونکہ جھوٹ اور حضرت علیؓ کا اکٹھا ہونا بال عنقا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے آپ کو علم ہو اور حضرت علی لاعلم ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی کسی سے بغض رکھتا ہے تو ایسے ہی بے تکی باتیں اپنوں کے متعلق بھی کہہ جاتا ہے کیونکہ باقی صحابہ سے عناد ہے تو درمیان میں حضرت کو بھی جھوٹ اور منافقت جیسی قبیح چیزوں سے ملوث کر جاتے ہیں ۔ وحشت میں ہر جہاں الٹا نظر آتا ہے۔

ایک واقعہ یاد آیا جو کہ سید بدیع الدین شاہ صاحب کو مکہ مکرمہ میں پیش آیا۔ سید صاحب فرماتے ہیں میں نے مکہ مکرمہ میں محرم کی بدعات پر تقریر اور ان کا رد کیا۔ تقریر کے بعد میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ واقعی یہ لوگ بدعت کرتے ہیں لیکن ایک بات پوچھوں؟ سید صاحب نے کہا پوچھو۔ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے وہ دس پارے جن میں مناقب اہل بیت تھے قرآن مجید سے حذف کر دیئے تھے۔ سید صاحب نے جواباً فرمایا کہ حضرت علی قرآن کے حافظ نہ تھے اس لئے انہوں نے یہ کام کر لیا۔ اگر آپ حافظ ہوتے تو وہ یہ کام نہ کر سکتے۔ وہ آدمی کہنے لگا یہ کیسے ممکن ہے تو سید صاحب نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کے حافظ بھی ہوں اور قرآن مجید میں تحریف کی جائے۔ فبهت الذی۔۔۔ وہ آدمی غصے سے چلا اُٹھا۔

اللہ ہی اگر ہدایت دے تو مل سکتی ہے۔ اللہ حق کو توفیق طا فرمائے آمین۔

۵. حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ:

نسب: ابو محمد طلحہؓ بن عبید اللہ بن عثمان بن طرف بن کعب بن سعد القرشی التیمی۔

آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت سے ایمان لائے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور بدری بھی ہیں۔ آپ زیادہ بالوں والے خوبصورت چہرے کے مالک تھے۔ جب آپ چلتے تو انتہائی تیز چلتے تھے۔ آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے جنگِ احد کے دن اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سامنے ڈھال بنا رکھا تھا کہ مبادا کوئی تیر آپ تک پہنچے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کے ہاتھ کو دیکھا جو کہ جنگ احد میں شل ہو گیا تھا۔

حضور ﷺ نے آپ کا نام طلحۃ الفیاض رکھا تھا۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے جس نے زندہ شہید کو دیکھنا ہو وہ طلحہؓ کو دیکھے۔ آپ جنگِ جمل میں گئے لیکن جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ کو مردان ابن عبد الحکم نے تیر مارا جو کہ آپ کی پنڈلی پر لگا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ۳۶ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۲۲۰ ج ۲۔ الاستیعاب مع الاصابہ ص ۲۱۰۔ ج ۲۔

آپ کو ابو عبید نے اپنی کتاب القرأت القراء من اصحاب النبی ﷺ میں حافظ قرآن لکھا ہے۔ الاتقان ص ۷۴، ج ۱ (باقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الرحمٰن عاجزؔ

ترے آگے کسی کی فردِ عصیاں کون دیکھے گا

جگر شق، زرد چہرہ، چاک داماں کون دیکھے گا	پریشاں ہوں مرا حالِ پریشاں کون دیکھے گا
جہاں پڑتی نہیں نظریں کسی کی آتشِ گُل پر	وہاں اے دل ترا یہ سوزِ پنہاں کون دیکھے گا
اگر وہ نور برساتے ہوئے محفل میں آجائیں	تری صورت پھر اے شمعِ فروزاں کون دیکھے گا
کلی افسردہ، غنچے دم بخود اور پھول پژمردہ	یہ صورت ہے تو پھر شکلِ گلستاں کون دیکھے گا
تمہاری تیغ کے کُشتے تڑپتے ہیں مزاروں میں	یہ نظارہِ سرِ گورِ غریباں کون دیکھے گا
غنیمت ہیں یہ دو دن زندگی کے آؤ مل بیٹھیں	بچھڑنے پر یہ پھر رنگ بہاراں کوئی دیکھے گا
اگر جاں جارہی ہے شوق سے سو مرتبہ جائے	ترا جانا مگر اے جانِ جاناں کون دیکھے گا
قیامت پر مرا ایمان مگر اے داورِ محشر	ترے آگے کسی کی فردِ عصیاں کون دیکھے گا
تو اس دار العمل سے گر تہی دامن چلا عاجزؔ	
تری جانب پھر اے بے ساز و ساماں کون دیکھے گا	

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف و تبصرہ کتب

کلام شاہ اسمٰعیل شہیدؒ : مرتب محمد خالد سیفؒ

صفحات : ۷۹

قیمت : چار روپے پچیس پیسے

ملنے کا پتہ : طارق اکیڈمی سٹریٹ نمبر ۳ جھنگ بازار لائل پور

رزم و بزم کے بادشاہ حضرت شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں رزم گاہوں میں شمشیر و سناں کے جوہر دکھائے تھے، وہاں زبان و بیان کے ادبی شاہکار بھی پیش کئے ہیں۔ مندرجہ بالا کتاب شہید فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اِسی شاعرانہ کلام کا ایک خوبصورت مجموعہ ہے۔ جو بڑا جاذب اور نہایت معنی خیز ہے۔

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جو کلام جمع کیا گیا ہے، اس کی زبان و بیان سے بعض جگہ شبہ پڑتا ہے کہ کہیں کوئی "بند" الحاقی نہ ہو، بہر حال مجموعی لحاظ سے خوب ہے بلکہ خوب تر۔ اس کے یہ حصے ہیں:

مثنوی سلک نور۔ رسالہ بے نمازاں، نسخۂ قوتِ ایمان، یہ تینوں اردو حصہ میں ہیں۔

حصہ فارسی میں بھی "مثنوی سلک نور" قصیدہ در مدح آنحضرت ﷺ، قصیدہ در مدح حضرت سید احمد شہیدؒ ہے۔

شروع کتاب میں ڈاکٹر سید عبد اللہ نے جو مقدمہ اور پیش لفظ تحریر فرمایا ہے خاصہ معلومات ہے۔ یہ مجموعہ کلام ادب شاہ پاروں میں ایک نیا اضافہ ہے۔ پڑھتے ہوئے عیب کیف طاری ہوتا ہے۔

نعتیہ حصہ پڑھنے کے بعد بریلویوں کو آپ کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں دور ہو سکتی ہیں۔

(۲)

المحفوظات العربیہ حصہ اوّل : محمد بشیر سیالکوٹی

صفحات : ۴۰

قیمت : دو روپے پچاس پیسے

پتہ : مکتبہ علمیہ ۱۵ الیک روڈ لاہور

عربی زبان سیکھنے کے لئے یہ چھوٹا سا رسالہ مرتب کیا گیا ہے جسے دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مرتب دیدہ ور تجربہ کار ہیں اور عربی ادب سے خصوصی مناسبت رکھتے ہیں۔

اس کے شروع میں مدرس کے لئے وہ باتیں ہیں جن کو دورانِ درس ملحوظ رکھنا مناسب ہتا ہے۔ "دعاء الطفل" سے کتاب شروع ہوتی ہے، ہر سبق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

میں آسان اور چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں۔ بچگانہ زبان میں باتیں ہیں اور ہر سبق کے اخیر میں تمرینیں (مشقیں) ہیں۔ اگر ایسی کتاب ہائی سکولوں میں رائج کی جائے تو انشاء اللہ کافی مفید رہے گی۔

(۳)

قاعدہ تعلیم الاسماء : حکیم محمد عبد الغفور

صفحات : ۶۴

قیمت : ۶۰ پیسے

پتہ : مکتبہ الخیر۔ ۴۰ اردو بازار لاہور

اسماء حسنٰی (اللہ کے نام پاک) مختلف سورتوں، اصطلاحاتِ دینیہ، انبیاء، مقاماتِ مقدسہ اور اعاظم امت کے مبارک ناموں کا ایک دلچسپ اور حسین مجموعہ ہے، الگ الگ خانوں میں جلی قلم سے اور نہایت خوب صورت لکھے گئے ہیں۔ یہ قاعدہ پاس ہو تو اس پر ایک نظر ڈال لی جائے تو ایک گونہ تسکین محسوس ہونے لگتی ہے، نام یاد کر لیے جائیں تو زبان کا ذوق ہی بدل جائے، انشاء اللہ۔ بہر حال یہ ہر گھر میں رکھنے اور پڑھنے کے قابل ہے۔

(۴)

حج اور عمرہ : حضرت مولانا بدیع الدین راشدی، مولانا عبد الغفار حسن

صفحات : ۱۷۸

قیمت : درج نہیں ہے۔

پتہ : شفیق پریس، ڈاکٹر ضیاء الدین، روڈ کراچی

حج اسلام کا ایسا پانچواں رکن ہے، جس کے ساتھ "مشاہدہ" کی عظیم دولت بھی ہوتی ہے، حق اور باطل کی سب سے قدیم آویزش گاہ کا نظارہ، دیارِ حبیب کے بصیرت افروز مناظر، خانۂ خدا کی روح پرور زیارت، عالم اسلام کے نمائندہ وفود اور زائرین سے ملاقاتیں، لبیک و سعدیک کی وجد آور صدائیں، کفن نما لباس یک رنگ، شمع حق کے پروانوں کے طواف اور تڑپوں کے کیف آور نظارے اور حق کے دیوانوں اور شیدائیوں کے عظیم اور محیر العقول اجتماع کے مشاہدے، بھی ایک ساتھ مشاہدہ میں آجاتے ہیں۔ مندرجہ بالا کتاب میں مسنون حج کے سلسلے کے اِن تمام مکارم کی تفصیل ہے۔ انداز اور اسلوبِ بیان سادہ عام فہم ہے، کتاب کی ثقاہت کے لئے مؤلفین کے اسمائے گرامی کافی ضمانت ہیں۔ حج کو جانے والوں کے لئے اس کا مطالعہ بصیرت افروز رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵)

احادیث الجمعہ : حسن البناء شہیدؒ

ترجمہ : مولانا محمد حنیف ایم۔ اے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

صفحات : ۲۲۴

قیمت : ۸روپے ۲۵پیسے

پتہ : مکتبہ چراغ اسلام، کھیالی گیٹ، گوجرانوالہ

حضرت حسن البناء رحمۃ اللہ علیہ (ف.....ھ) مصر کی عظیم اسلامی تحریک اخوان المسلمین کے امام اور عظیم رہنما تھے۔ جنہوں نے اقامتِ دین کے لئے اپنی پوری زندگی کھپادی اور سر فروشوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو اسلام دشمن طاقتوں کے مٹائے نہ مٹ سکی اور اس کا ہر فرد اپنے پیشرو کی طرح جبابر کے سامنے چٹان بن کر کھڑے ہو گیا، سر کٹ گیا لیکن ان کے سامنے جھک نہ سکے۔

مندرجہ بالا کتاب حضرت حسن البناء شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات (احادیث الجمعہ) کا رواں اور سلیس ترجمہ ہے جو ہمارے عزیز اور فاضل مولانا محمد حنیف ایم اے (خلف الرشید حضرت مولانا محمد چراغ مدظلہ) نے کیا ہے۔ موصوف اس سے پہلے بھی اس سلسلے کے دو رسالوں کا ترجمہ کر چکے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ: موصوف اس موضوع سے خصوصی شغف رکھتے ہیں اور ان کو تخصص کا درجہ حاصل ہے۔ اس مقالے کے عنوان یہ ہیں۔

جمعہ کے دِن حکمرانوں کے نام، انسان کیا ہے، دوراہے پر، انسانی علم کی حدود، وقت کی زندگی، معراج، دو رستے، ایک قدم، اتحاد انسانیت، ریکارڈ، بہر حال کتاب کا مطالعہ نہایت روح پرور ثابت ہوتا ہے۔ اس سے صرف تحریک کو سمجھنے میں مدد نہیں ملتی، بلکہ ہر انسان کو اپنی ذمہ داریوں فرائض، ایمانی تقاضوں، اسلامی نظامِ حیات اور حکومتِ الٰہیہ کے خصائص کی تفصیل بھی سامنے آجاتی ہے۔

کتاب کا نام "سر محفل" کچھ جاذب نہیں معلوم ہوتا۔ اس قسم کے عنوان رسوائے زمانہ دانشوروں کے پامال عنوان ہیں، خدارا! جدید تہذیب کی ظلمات آفریں چکاچوند پہ نہ جایئے، یہ بہت ہی گندے اڈے ہیں۔ اسلاف کے طریق کار اور اندازِ فکر کے احیاء کی کوشش کیجئے۔

اس کے علاوہ! دیباچہ میں کتاب کا مکمل تعارف، پس منظر اور اس سلسلے کی دوسری ضروری معلومات پیش کرنے کا اہتمام بھی فرمالیں تو تشنگی نہ رہے۔ جہاں تک ترجمہ اور کتاب کی افادیت کا تعلق ہے وہ گو ان تمہیدوں کی محتاج نہیں ہے۔ تاہم قاری کے غیر شعوری سوالات کی تسکین بھی ضروری ہے۔

(۶)

ابواب الصرف (مع مجموعہ) : حضرت حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۱۱۶

قیمت : ۴روپے

پتہ : اسلامی اکادمی۔ ناشران کتب۔ ۴۰ اردو بازار لاہور۔

علم صرف، عربی علوم کا باب اول ہے، اس کے بغیر الفاظ کی پہچان ممکن نہیں ہے، صیغوں (الفاظ) کا مادہ، ان کے مختلف تغیرات، اقسام، مجرد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

مزید کی بحثیں اور خصائص کی ساری تفصیلات کا ماخذ یہی علم ہے۔

اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن ''ابواب الصرف'' اپنے باب میں لاجواب کتاب ہے۔ پہلے ثلاثی مجرد کے چھ (ابواب) کی گردانیں دی گئی ہیں، ماضی مضارع وغیرہ کی الگ الگ۔ پھر ثلاثی مزید فیہ کا ذکر ہے۔ پہلے سب کی صرف صغیر پیش کرتے ہیں، پھر صرف کبیر۔ مہموز معتل، لفیف، مضاعف وغیرہ کی تفصیل پوری پوری دی ہے۔ اس کے ہمراہ تین رسالے اور ہیں زبدہ جواناں موئی اس میں مشکل صیغوں کا حل ہے (ص۹۷) اس کے بعد تشحیذ الاذہان ہے (ص۱۰۰) اس کا بھی وہی حال ہے، ذہن کو جلا دینے کے لئے بڑی دلچسپ مشقیں ہیں، پھر منشعب منظوم فارسی (ص۱۰۷) ہے۔ اس میں صرف کی اونچی کتابوں کے قوانین کو منظوم کیا گیا ہے۔

ابواب الصرف کے مؤلف عارف باللہ حضرت حافظ محمد بن بارک اللہ لکھویؒ (ف۱۳۱۱ھ) ہیں۔ موصوف کو اپنے دور کے عظیم محدثین سے سند حاصل تھی۔ ان میں سے حضرت شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری اور مولانا میر محبوب علی خاص طور پر قابلِ ذکر ترین ہیں۔

(۲)

احوال الآخرت	:	حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	:	۱۴۸
قیمت	:	۶ روپے
پتہ	:	اسلامی اکادمی۔ ناشران کتب۔ ۴۰ اردو بازار لاہور

کتاب کے شروع میں مؤلف اور ان کے خاندان کے حالات کے لئے معلومات افزا اور روح پرور مقدمہ ہے، جسے آپ کے ہی خاندان کے معروف فرد مولانا معین الدین لکھوی نے مرتب کیا ہے۔

دنیائے ہست و بود کی پوری ''نیستی اور فنا'' کا نام آخرت ہے، دل کو ہلا دینے کے لئے آخرت کا اتنا ہی تصور کافی ہے جب اس کی ہوش رُبا تفصیلات بھی اس کے ساتھ بیان کر دی جائیں تو تصور فرمالیں کہ طبیعت پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ زبان پنجابی ہے مگر اس میں اس قدر سوز و گداز اور تڑپیں ہیں کہ شرابِ دنیا کے بدمستوں کو ہوش میں لانے کے لئے اکسیر سے کم نہیں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ غافل اور سیاہ دلوں کا زنگ دھونے کے لئے اس کا مطالعہ دیکھنے کی چیز ہے، جو لوگ اپنے دلوں کی ویرانی اور قساوت سے تنگ آگئے ہیں ان کو اسکا ضرور تجربہ کرنا چاہئے بلکہ اسے ہر گھر میں پڑھا جانا چاہئے! سکرات سے لے کر میدانِ حشر تک کی تفصیلات کا ایک اچھوتا مجموعہ ہے۔ پڑھنے والا یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ میدانِ حشر میں کھڑا ہے۔ اللھم استرعورا تناوا من روعاتنا نجنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com